Epilogue

سکندر کی آنکھیں کھلیں تو اس نے دیکھا تو ایک پری اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔اس کی مسکراہٹ پہ سکندر بھی زرا سا مسکرایا مگر تھوڑا سا جنبش دیتے ہوئے اس کے چہرے کے نقوش میں کھنچاو ہوا۔

"رے۔۔۔"

اس کے لب ہلے۔۔رمشا نے جھک کر اس کے ماتھے پہ پیار کیا۔

"جی رے کی جان آنکھیں کھول لیں بلا آخر۔"

رمشا نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیری۔

"میں۔۔۔اُف۔۔کہاں ہوں؟"

اس نے آنکھیں تکلیف سے بند کر کے کہراتے ہوئے اپنا ہاتھ اُٹھا تو اسے چُبن محسوس ہوئی۔

"آرام سے ِداود ڈرپ لگی ہوئی ہے۔"

سکندر نے ناگواری سے نگاہیں اُٹھا کر دیکھا وہ ہوسپیٹل روم میں تھا۔

"میں یہاں کیا کر رہا ہوں؟"

وہ تیزی سے اُٹھتے ہوئے بولا۔اس کے تیزی سے اُٹھتے ہی اس کی کمر میں شدید درد ہوا۔

"یااللہ یہ آدمی بھی نا کیا کر رہے ہیں آپ لیٹے۔۔۔"

اس نے سکندر کو لٹانا چاہا تو سکندر نے اپنا سر اس کے کندھے پہ رکھ دیا۔

"مجھے اتنے بے بسی والی جگہ پہ کیوں قید کر دیا ہے اوف!!!"

"سکندر کام پھر ایسا نہ کرتے لیٹے اب آپ کو بہت درد ہو رہا ہو گا۔۔۔" سکندر مسکرایا اس کے بالوں کو چھو کر بولا۔

"تم ساتھ ہو تو مجھے کیسے درد محسوس ہو سکتا ہے ہائے۔۔۔"

اس نے بیحد رومینٹک انداز میں کہتے ہوئے آخر میں ہائے کہا کیونکہ رمشا نے اس کے زخم پہ زور سے ہاتھ مارا۔

"اب محسوس ہوا چُپ کر کے لیٹے !!!! "

رمشا نے اسے ڈپٹ کر لٹایا۔

"تو میرے پاس آجاؤ یہ سب کیا ہے رے میں پاگل ہو رہا ہوں۔۔۔"

سکندر نے الجھن سے سب جگہ کو دیکھا۔

"میں تو آپ سے ناراض ہوں۔۔مجھے تو اتنا پاگل کیا ہوا تھا آپ نے میری سانس ہی روک دی تھی۔"

سکندر نے ہاتھ اُٹھا کر اس کے بینڈیج لگے ہوئے ماتھے کو چھوا۔

"اور تم؟ اور تم نے جو مجھ ٹارچر کیا تھا وہ کیا تھا تم اکیلے کیوں گئی رے۔تم جانتی تھی اگر تمھیں کچھ ہو جاتا تو میں کیا کرتا۔۔۔"

رمشا نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"بخت کو کچھ ہو جاتا تو کہاں جاتی میں۔۔۔"

سکندر ایک دم چونکہ۔

"بخت؟ بخت کہاں ہے؟"

"میکرونی نہیں اچھی؟ جوس دوں تمھیں؟ بولو بخت کیا چاہیے تمھیں۔"

حداد نے خاموش بیٹھی بخت سے پوچھا جو سامنے کُرسی کو گھور رہی تھی۔دو دن ہو گئے تھے اس سارے واقعے کو گزرے ہوئے نہ بخت کی چُپ ٹوٹی تھی نہ ہی اس میں کوئی جنبش ہوئی تھی۔جہاں بٹھاتے تھے تو گھنٹے بیٹھ جاتی تھی۔۔۔کھڑا کرتے تھے تو کھڑی ہو جاتی تھی۔اس واقعے کا اس نے اتنا گہرا اثر لیا تھا کہ سارے ہوش و حواس بھلا بیٹھی تھی۔بخت سکندر کے

بجائے اس وقت حنان کے گھر میں موجود تھی۔ درینہ ابھی بخت کے کمرے سے روتے ہوئے باہر آئی تھی۔ بخت کی یہ حالت اس سے دیکھی نہیں جا رہی تھی۔ سب سے زیادہ قصوروار وہ خود کو سمجھ رہی تھی اگر وہ گھر ہوتی تو بخت کے ساتھ یہ سب نہ ہوتا۔ حداد نے درینہ کو روتے ہوئے دیکھ لیا تھا وہ ابھی گھر آیا تھا۔۔۔ درینہ حداد سے بنا کچھ کہے اپنے کمرے میں چلی گئی اور اب حداد اس کے سامنے موجود تھا اسے کھانے کھلانے کے لئے اکسا رہا تھا مگر بخت کوئی رد عمل نہیں دے رہی تھی۔

"کہی جانا ہے گھر میں بور ہو رہی نا؟ لے جاوں کہی۔"

اس نے ٹرے سائڈ پہ رکھتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑا۔

"بخت اپنے ماما سے ملنا ہے؟"

ماما کے لفظ پہ اس نے اپنی بے رنگ آنکھیں اُٹھائیں۔ حداد کے دل کو کچھ ہوا۔

"ماما کے پاس چلو گی؟ بولو بخت۔۔۔۔"

اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے نکلتی لٹ کو کانوں کے پیچھے کیا۔

"او چلیں۔۔۔۔"

بخت نے اپنے ہاتھ چھڑوائے۔

"بخت؟؟"

وہ جھکا۔۔۔

"بات کرو مجھ سے کچھ تو بولو اپنا غصہ اُتارو مجھے مارو۔۔۔ ایٹ لیسٹ ڈو سمتھنگ۔۔۔"

بخت خاموش رہی۔۔۔ حداد نے لب دبا لیے۔

"ٹھیک ہے پھر میں جا رہا ہوں سب کو آئیسکریم میں کھلاؤں گا۔۔۔"

بخت نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"سکندر یہ کیا کر رہے ہیں۔۔۔۔"

سکندر نے ڈرپ کھینچ کر پھینکی۔رمشا گھبرا گئی اور کمبل ہٹا کر درد کی پرواہ کیے بناوہ اُٹھا۔

"سکندر۔۔۔۔"

"سب کا بندوبست کروں گا۔۔۔۔میری بچی ٹروما میں چلی گئی میری بیوی کو اتنا کچھ سہنا پڑا ۔۔۔۔وہ بھی میری وجہ سے۔۔۔اس کے ایک ایک بندے کو ختم کروں گا۔۔۔"

"سکندر بخت کو صدمہ لگا ہے وہ آپ کو دیکھے گی تو ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔سکندر۔۔۔۔"

حنان جو اپنے لئے اور رمشا کے لئے کافی لا رہا تھا۔ہو سپیٹل روم سے باہر نکلتے ہوئے اس دیوانے کو دیکھنے لگا اور دیوانہ اور کوئی نہیں سکندر بھا تھا۔

"یااللہ یہ شیر کو کس نے اُٹھا دیا۔"

حنان بڑبڑایا۔شیر تو خطرناک ہوتا ہے مگر زخمی شیر اس سے بھی زیادہ خطرناک ہوتا ہے سامنے سائڈ ٹیبل پہ کافی رکھ کر وہ اس کی طرف آیا جو لفٹ کی طرف بڑھ رہا تھا۔رمشا اس کے پیچھے آتی اسے روک رہی تھی۔رمشا نے حنان کو دیکھا تو اسے تسلی ہوئی۔

"حنان بھائی انھیں روکے پتا نہیں سب کچھ ٹھیک ہوا مگر پھر بھی انھیں تسلی ہو رہی ہو۔۔۔ سکندر آپ ابھی بھی زخمی ہیں۔"

To hell with me !!!!

"میں بھاڑ میں جاوں جب تک میں ان سب کو اپنی دہشت نہیں دکھا دیتا تب تک مجھے چین نہیں آئے گا۔۔۔ سمجھتے کیا ہیں میری بیوی اور بھانجی کے بارے میں کچھ بھی بولیں گے۔۔ ایک ایک کو دیکھوں گی جلا کے بسم کر دوں گا۔۔۔۔اور وہ جس نے مجھے شوٹ کیا تھا وہ کہاں ہے؟؟؟؟"

"مار آیا ہوں میں اسے تو چُپ کر کے اندر چل میں سب کو گرفتار کروا چکا ہوں بعد میں دیکھ لینا اب یہ ہوسپیٹل گاون پہن کر آ گیا ہے لوگ دیکھیں گے تو ہنسے گے۔۔۔"

"ہنسے بھاڑ میں جائے میری طرف سے۔۔۔میں ان کو جب تک زمین میں اکھاڑ نہ دوں تب تک میں چین کی سانس نہیں لوں گا۔۔۔رے کی حالت دیکھ رہے ہو' بخت کی حالت دیکھی تھی یہ سب میری وجہ سے ہوا تھا میری لڑکیوں کو ایک کھروچ بھی آ جائے تو میرا خون کھول اُٹھتا ہے۔۔۔اب دیکھو اسے چہرہ دیکھ رہے ہو سر پہ لگی چوٹ دیکھ رہے ہو اور میں بے بس بلڈی بلی بن گیا جہانگیر صحیح کہہ رہا تھا میں اب ایک بلی ہی بن گیا۔۔۔"

اس نے رمشا کا بازو چھوڑا۔رمشا کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

"اندر چلیں سکندر آپ بلی نہیں ہیں آپ میرے بیسٹ ہیں آپ نے سب لوگوں کا حشر کیا۔۔۔آپ نے حازق کا دل نکال دیا۔۔۔کوئی بھی شخص ایسا نہیں کر سکتا۔۔۔آپ والی بات کسی میں نہیں ہے۔۔۔آپ نہ ہوتے تو واقعی میں اور بخت تو مر ہی جاتے۔۔۔۔"

سکندر کا ہاتھ تھامے وہ اسے لے کر جانے لگی سکندر نے اپنا ہاتھ چھڑوایا۔

"رہنے دو۔۔۔بچایا اس حداد نے ہی تھا' مجھے بھی تمھارے اس ماما نے ہی بچایا تھا۔۔۔میں تو ایک لوزر ہی ہوں۔۔۔بہر حال میں جب تک ان کا حشر نہ کر دوں میں چین سے نہیں بیٹھوں گا۔۔۔"

"اوے بکواس بند کر چُپ کر کے اندر چل بعد میں اپنی ہیرو پنتی دکھانا۔۔۔آیا وڈا ایک آدمی کا دل نکال کر بیٹھ گیا ہے' کچھ کی زبان' چہرے کاٹ آیا ہے اور کہتا ہے۔۔۔میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔پاگل انسان میرے لئے نئ مصیبت اکھٹی کی ہے۔۔۔بالکل ٹھیک ہے تیری بیوی ایک تو بہادری پہ اس کی تعریف کرنی چاہیے مگر نہیں اس کو چوٹ لگ گئ۔۔۔۔"حنان اسے

سُناکر اسے گھسیٹتے ہوئے کمرے کی طرف لے کر جانے لگا تو سکندر کا دھیان رمشا کے چوٹ کی طرف گیا۔

"تم نے دوائی لی؟ بینڈیج کس نے لگایا تھا؟ کھانا تو کھایا نا؟"

رمشا روتے ہوئی ہنس پڑی اسے یہی تو بیسٹ چاہیے تھا۔۔۔

"ہاں سب کچھ کیا تھا اب چلیں آپ کو کچھ ہوا تو مجھے ہی تکلیف ہو گی۔۔۔"

سکندر نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

"آئیم سوری رے میں تم لوگوں کی حفاظت صحیح سے نہیں کر سکا۔۔۔آئیم ریلی۔۔۔۔۔۔"اس بیچارے کو اپنی بات حنان نے مکمل نہیں کرنے دی پکڑ کر بیڈ پہ بیٹھایا۔

"یہ رومینس میرے سامنے نہیں چلے گا۔چُپ کر کے لیٹ۔۔۔دیکھ پیچھے سے خون نکل رہا ڈاکٹر کو بلانا پڑے گا۔۔پتا نہیں کیا ہو گا تمھارا۔۔۔"

"یا میرے اللہ سکندر کیا کرتے ہیں۔۔۔"

"حنان پلیز بخت کو بھیج دو میرے پاس میری بچی کیا پتا مجھے دیکھ کر بولنے لگ جائے ۔۔۔"سکندر نے بگڑے اور نروٹھے لہجے میں کہا۔

"چُپ کر!!!! تجھے اس حالت میں دیکھے گی تو بے ہوش ہو جائے گی۔۔۔رمشا پلیز آپ اسے سنبھالیں میں ڈاکٹر کو بلانے گیا۔"

"بھابی بول!!! اور میں بھولا نہیں ہوں تو اسے اُٹھا کر لے کے گیا تھا۔۔اس کا بدلہ میں لوں گا۔۔۔" رمشا نے اپنے سر پہ ہاتھ مارا۔

"تو مر ہی جاتا تو بہتر تھا۔۔۔ مینٹل ہاسپٹل منتقل کرواتا ہوں تجھے۔۔۔"

حنان وہاں سے چلا گیا۔

"کیا کرتے ہیں آپ۔۔۔میں تو آپ کو کچھ بتاوں گی ہی نہیں۔۔۔"

"بیٹھو اب تمھاری بھی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔خا مخواہ ہی سر چکرا جائے گا۔۔۔"

"میں بالکل ٹھیک ہوں آپ چُپ کر کے لیٹے۔۔۔"

رمشا نے اب کی بار غصے سے کہا۔۔۔ سکندر نے اپنا سر کھجایا۔

"اچھا پیار سے کہو مجھے گولی لگی ہے۔۔۔" سکندر اب ٹھنڈا ہو گیا تھا۔۔ ویسے بھی وہ بہت تھکا تھکا سا محسوس کر رہا تھا۔۔۔ چہرے بھی تھوڑا سا پیلا ہو گیا تھا۔

"ہاں یہ بات تو مجھے پتا ہی نہیں تھی اطلاع دینے کا بہت بہت شکریہ۔۔۔۔"

رمشا کو اس کے بلیڈنگ پہ سخت تیش آیا ہوا تھا۔ یہ آدمی ایک دن بھی چین سے نہیں بیٹھے گا ۔

•••••••••••••••••••••••••••••••••••••

"ہاں حذیفہ مار رہا ہوں میں اسے ابے نہیں مجھے نہ گرائی یار۔۔۔ ہارا دیا نہ مجھے۔"

ہیڈ فون کانوں پہ لگائے' ریموٹ کنڑول پکڑے وہ فورٹ نائیٹ کھیل رہا تھا۔ ہارنے پہ اس نے دیکھا بخت اس کے ساتھ بیٹھی خاموشی سے ٹی وی سکرین کو گھور رہی تھی۔

"حذیفہ کو کھیلنا ہی نہیں آتا بخت!! تم کھیلو گی؟"

خاموشی۔۔۔

"سچی میں یار بڑی مزے کی گیم ہے۔۔۔ جیسن موموا کو ہرا و گی نہیں۔"

خاموشی۔ حداد کا دل بجھ کے رہ گیا۔

"اچھا گیم سمجھ نہیں آرہی ہو گی اس لئے نہیں کھیل رہی کوئی بات نہیں اب میں بتاتا جاوں گا اور دھیان سے سُنا۔۔۔ اوکے۔۔" درینہ بختاور کے لئے ملک شیک لائی۔

"واو چاچو آپ تو بڑی زبردست گیم کھیل رہے۔۔۔ مجھے نہیں پتا تھا کہ آپ ایسی گیم میں ماسٹر ہو جائے گے۔"

وہ بختاور کے ساتھ بیٹھتے ہوئے حداد کو دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے بولی۔

"بس یار ابھی باتوں میں مت لگاؤ یہ حذیفہ کا بچہ بار بار مجھے ہرا رہا ہے اونہ کرنہ کرشٹ مین !!!! "

حداد ایسی بات کرتے ہوئے کسی نوعمر لڑکے کی طرح دکھائی دے رہا تھا۔

"بخت یہ دیکھو تمھارا فیورٹ ملک شیک لے کر آئی ہوں۔ صبح سے تم نے کچھ نہیں کھایا ۔۔۔ چلو پیو۔۔"

اس نے گلاس اُٹھا کر بخت کو دیا۔بخت نے اس سے گلاس نہیں لیا۔حداد نے ایک نظر اسے دیکھا۔

"بخت لو نا۔۔ کیا نہیں پینا کچھ اور لاؤں؟"

کوئی رد عمل نہیں۔

"لاؤ مجھے دو اس کے لئے کیل والا جوس لاؤ تاکہ پتا چلے محترمہ کو۔"

گیم کو پاز کر کے کہتے ہوئے اس نے درینہ سے ملک شیک لیا اور پینے لگا۔۔بخت کو دیکھ رہا تھا جو ٹی وی کو ہی گھور رہی تھی۔

"یار یہ تو بڑا مزا کا ہے۔۔۔دل کو ٹھنڈک پہنچ گئی تھینکس یار۔۔۔۔"

ہشاش لہجے میں وہ سڑے ہوئے حداد سے کافی مختلف دکھائی دے رہا تھا۔

"چاچو بخت کے لئے لائی تھی اب یہ کیا پیے گی۔۔"

"یہ بس لوگوں کا خون ہی پیے گی کیوں چڑیل؟" ایک بار پھر خاموشی۔۔درینہ کی ٹھوڑی ہلنے لگی۔۔حداد نے اس کو دیکھا تو اسے تنبیہ نظروں سے دیکھنے کے بعد بولا۔

"جاؤ پیزا آڈر کرو آج ہم فلم دیکھیں گے وہ بھی ہارر والی۔۔۔ بڑا مزا آئے گا۔۔۔"

کوئی رد عمل نہیں۔۔۔

درینہ نے سر اثبات ہلایا۔اس کی آنکھیں ایک بار پھر نم ہو گئیں۔اس نے بخت کے سر پہ ہاتھ پھیرا پھر چل پڑی۔بختاور نے ہلکی سی جنبش کرتے ہوے اسے دیکھا پھر واپس اپنی گردن موڑلی۔

حداد نے اسے دیکھا پھر گیم جاری رکھی۔

●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●

"ہوسپیٹل بیڈ پہ آپ ہیں' گولی آپ کو لگی ہے مگر لگ رہا ہے کہ مریض میں ہوں۔۔۔"

سکندر نے اسے گھورا۔

"حالت دیکھ رہی ہو میں کب سے دیکھ رہا ہوں تمھارا چہرہ پیلا ہو رہا' ٹھنڈے پسینے چھوٹ رہے ہیں۔۔۔ کہہ رہا ہوں کہ کچھ کھالو تو سمجھ میں نہیں آرہی میری بات۔۔۔۔"

رمشا نے اپنی آنکھیں گھمائیں۔سکندر کو اس کے سر پہ لگی ہلکی سی چوٹ پہ سخت الجھن ہوئی۔ اس کی وجہ سے۔۔۔رے کو اتنا سہنا پڑا۔۔اس کی وجہ سے بختاور کو ٹروما میں جانا پڑا۔۔۔وہ کبھی ان کے لئے ایک بہترین رکھوالا نہیں بن سکتا۔

"ڈاکٹر کو بلاؤ میں نے ان سے پوچھنا ہے کہ چوٹ گہری تو نہیں آئی اور بختاور کی تو زیادہ حالت بگڑی ہوئی تھی رے۔۔۔۔۔"

"داوِد داود میری بات سُنے۔۔۔"

رمشا اُٹھی اس کے پاس آئی اس کا ہاتھ پکڑ کر بیٹھتے ہوے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"آپ خود کو قصور وار سمجھنا چھوڑ دے۔۔میں نے کہا نا آپ نہ ہوتے تو آج ہم دونوں برباد ہو کے رہ جاتے۔۔۔ سمجھ میں آرہی ہے نا میری بات آپ کو۔آپ نے مارا ہے حازق کو آپ سب کو ختم کر سکتے ہیں۔آپ کمزور نہیں ہے داود۔۔۔میری طرف دیکھیں۔۔۔"

رمشا نے ٹھوڑی سے اس کا چہرہ اپنے طرف کیا۔وہ اس وقت سخت چڑا ہوا دکھائی دیا تھا۔

"بختاور بچ گئی ہے اور وہ بھی آپ کی وجہ سے میری بات سمجھ آرہی نِاداود آپ کی بخت کی قسمت صوفی کی طرح نہیں ہے۔ بخت کے پاس اس کے ماماہیں تو بخت کو کچھ ہو سکتا تھا ---"

لیکن وہ وقت پہ نہ پہنچ سکا۔۔۔اس سے بہتر تو رمشا اور حداد نکلے۔۔۔ جس ٹائیم اس نے سب کو آگ میں جھونک کر پھینکنا تھا۔اُس ٹائیم وہ کسی شاخ کی طرح آندھی آنے پر ٹوٹ گیا۔

دروازے پہ دستک ہوئی۔ رمشا نے اس کا ہاتھ چھوڑا اور بولی۔

"آجائے۔۔۔"

جاوید اندر داخل ہوا تھا اس کے چہرے کے سائڈ پہ بینڈ یج لگی ہوئی تھی اور گردن پہ بھی پٹی بندھی ہوئی تھی۔۔ مگر وہ پہلے سے کافی بہتر دکھائی دے رہا تھا۔اس نے رمشا کو دیکھ کر سلام کیا اور سکندر کو سر کے خم دیتے ہوئے سلام کیا۔ سکندر نے جواب میں خاموشی سے سر ہلایا۔

"کیسی طبیعت ہے بھائی آپ کی؟ ویسے آرام کرتے آپ ڈاکٹر نے بیڈ ریسٹ کا بولا تھا۔"

رمشا اپنا دوپٹہ دُرست کرتے ہوئے سامنے کُرسی پہ بیٹھتے ہوئے جاوید سے پوچھنی لگی۔

"میں ٹھیک ہوں میم سر ال اوکے۔۔۔"

سکندر نے سر ہلایا وہ بہت خاموش تھا۔

"میں نے گھر خالی کروادیا ہے۔۔۔جب تک آپ ٹھیک نہیں ہو جاتے ان کو حساب کتاب کرنے کے لئے کلب میں ہی قید کیا ہے۔۔۔باقی آپ دیکھ لیں۔۔۔"

"نذیر کہاں ہے؟"

سکندر جب بولا تو اس کا لہجہ بڑا سرد تھا۔ وہ جب کسی کے ساتھ بُرا کرنے جاتا تھا تو اس کا لہجہ ایسے ہی ہو جاتا تھا۔

"اسے اور اس کے ساتھ باقی سب کو حنان سر نے جیل میں ڈال دیا ہے۔"

سکندر نے ہاتھ بڑھا کر اپنی داڑھی پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔اب اس کی آنکھیں کسی بھوکے شیر کی طرح چمک رہی تھی۔

"تو پھر مجھے جیل بھجوانے کی تیاری کرو۔۔۔جمالی سے کہنا سکندر بھا آرہا ہے کچھ وقت اپنے دوسرے گھر گزارنے۔۔۔"

اس کی بات پہ رمشا کو سب سے زیادہ جھٹکا لگا۔ وہ اس کا کیا کہہ سکتا تھا آخر کو تھا ڈیول خون کا پیاسا بات اگر اس کی بیوی اور بھانجی کی آجائے گی تو وہ کسی مائی کے لال کو نہیں بخشے گا۔

••

"سکندر دیکھو کون آیا ہے۔"

سکندر جو رمشا کو جوس کا گلاس دے کر قمیض کے اوپری بٹن بند کر رہا تھا۔ حنان کی آواز پہ وہ دونوں چونکہ۔ سکندر کو ہوسپٹل میں تین دن ہوے تھے اور بس پھر اس کی بس ہی ہو گئی تھی۔ وہ مزید اس قید خانے میں نہیں بیٹھ سکتا۔ اس کا ماننا تھا کہ گولی نکل گئی تو بس بات ختم وہ بالکل ٹھیک ہے۔ رمشا سے اس کی ٹھیک ٹھاک لڑائی ہوئی اس بات پر جس پہ سکندر نے آخر میں ہار مان لی مگر بات نہیں مانی۔ رمشا گلاس ٹیبل پہ روٹھ کر رکھتے ہوے مڑی تو ایک دم اس کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیلی۔

"میرا ابجتا!!!"

سکندر نے اسے دیکھا جو میرون لان کے سوٹ میں کافی مرجھائی سی دکھائی دے رہی تھی۔ ان سب کو ویران نظروں سے دیکھتے ہوے اس نے حنان کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ رمشا نے آگے بڑھ

کر اسے اپنے ساتھ لگایا اور اس کا ماتھے اور گال پہ پیار کیا۔ سکندر کو رمشا بالکل ایک ماں اور بہن کے روپ میں دکھائی دی۔

"کیسی ہو چندا ٹھیک ہو نا تم۔۔۔" رمشا نے اس کا گال تھامے پوچھا۔

بختاور بڑی اجنبی نظروں سے رمشا کو دیکھ رہی تھی۔ سکندر کو اس کی نظروں سے بہت تکلیف ہوئی۔ مٹھیاں زور سے بھینچی۔ رمشا کو اس نہ رد عمل دینے پہ بڑی تکلیف ہوئی۔

"آو اپنے ماما سے ملو دیکھو تمھارا کتنا انتظار کر رہے تھے۔ کتنا مس کر رہے تھے اپنی بختا کا۔"

رمشا بختاور کا ہاتھ پکڑے سکندر کے پاس لے کر آئی۔ بختاور سکندر کو دیکھنے لگی مگر وہ دیکھ ایسے رہی تھی جیسے وہ سکندر کو نہیں جانتی۔ سکندر نے لب زور سے دبائے۔ اس کا دل کر رہا تھا چیخ چیخ کر روئے۔ ہاتھ بڑھا کے اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے بڑی ہمت کر کے کہا۔

"میری بیٹی آگئی۔" اس نے جس انداز پہ کہا تھا اس سے حنان اور رمشا کے دل کو کچھ ہوا۔

سکندر نے آگے بڑھ کر بخت کو اپنے ساتھ لگایا۔

سکندر نے اپنی آنکھیں زور سے بند کی۔ ایک آنسو ٹوٹ کر بخت کے سر پہ گرا۔

"ماما سے بات کرو نا بخت۔۔۔ ماما کو ایک بار تو پکارو۔۔۔"

رمشا نے اپنی آنسو صاف کرتے ہوئے بخت کے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"ماما خوش ہو جائے گے بخت۔" سکندر نے اپنی سُرخ آنکھیں اُٹھاتی ہوئیں ہاتھ بڑھا کر رمشا کو بھی اپنے ساتھ لگایا۔ رمشا کا ضبط ٹوٹ گیا۔ سکندر نے رمشا کا سر تھپکا اور بخت کو دیکھا جو بالکل ساکت اس کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔

"بخت ابھی اپنے ماما سے ناراض ہے۔۔۔ ظاہر ہے اپنی بخت کے پاس وقت پہ پہنچ نہیں سکا ۔۔۔ بخت تھوڑی سی سزا تو ماما کو دے گی۔۔۔۔"

حنان نے اپنی نم آنکھوں کو زور سے رگڑا۔اس کا شیر و کب کھلے دل سے خوش ہو گا۔

"بخت آئیم سوری میں سب کو سزا دوں گا۔۔۔سب کو تکلیف دوں گا۔۔۔جس نے تمھیں تکلیف دی۔۔۔۔میرا وعدہ ہے تم سے اب تمھیں ہوا کا جھونکا بھی نقصان نہیں دے گی۔"

سکندر نے کہتے ہوئے اس کے سر پہ پیار کیا۔

•••••••••••••••••••••••••••••••••••••••

"ہیلو اسلام و علیکم۔"

"رمشا حداد بول رہا ہوں۔"

رمشا جو سیڑھیوں سے نیچے اُتر رہی تھی ایک دم حداد کی آواز پر ٹھہر سی گئی۔

"ماموں آپ! کیسے ہیں آپ؟آپ کدھر تھے آئے کیوں نہیں اس کے بعد۔۔۔۔"

"میں ٹھیک ہوں رمشا! تم بتاو تم ٹھیک ہو۔۔سکندر وہ کیسا ہے؟"

وہ بہت ہی نارمل لہجے میں رمشا سے پوچھ رہا تھا۔

"اللہ کا شکر ہو ہسپیٹل سے بھی نکل آئے کہتے ہیں میں تو رہ نہیں سکتا آپ کو تو بھا ہیں وہ ۔۔۔۔۔"

ہنس کر بولتے ہوئے ایک دم احساس کرنے پر خاموش ہو گئی۔

"چلو اچھا ہے۔بات سُنو میں ابھی تھوڑی دیر میں تمھیں لینے آرہا ہوں۔باہر آجانا۔"

"کیوں ماموں۔۔۔سب خیریت ہیں نا۔۔۔"

"بس آپی تمھیں بلا رہی تھی انھیں اور روف بھائی نے شاہد تم سے اکیلے میں بات کرنی ہے اور امی کی بھی کچھ طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔دوسرا ابجنا ور کے بارے میں کچھ ڈسکس کرنا تھا۔"

"مگر سکندر کو تو بتانا ہی پڑے گا وہ تو مجھے ایسے جانے نہیں دیں گے۔۔۔"

"اس کی فکر مت کرو میں تمھیں جلدی گھر ڈراپ کر دوں گا۔۔۔ مگر ابھی تمھارا آنا بہت ضروری ہے۔۔۔ رہی سکندر کی بات وہ تمھیں کچھ نہیں کہے گا میں ہونا۔۔۔ ویسے ہے کہاں وہ۔۔۔"

"بختاور کے ساتھ اوپر چھت پہ بیٹھے ہیں۔۔۔ جب سے آئی کوئی تبدیلی نہیں دکھائی دے رہی۔۔۔ سکندر اس کے حوالے سے بڑا فیصلہ کرنے والے ہیں۔"

اس کے بڑے فیصلے والی بات پر حداد کا جبڑا بھینچ چکا تھا اور آنکھیں سُرخ ہو گئیں تھی۔ اسے افسوس ہو رہا تھا کہ اس نے سکندر کی جان کیوں بچائی۔

"میں آرہا ہوں کوشش کرنا کسی کو پتا نہ لگے۔"

"ٹھیک ہے ماموں۔"

رمشا نے فون بند کیا پھر کچھ سوچتے ہوئے تیزی سے مڑ کر اوپر کی طرف بڑھی۔

اپنے ماما کے ہاتھ سے کھانا نہیں کھاؤ گی بخت؟"

تھک ہار کر سکندر نے بھی پلیٹ سائڈ پہ رکھ دی۔ بختاور کوئی رد عمل ہی نہیں دے رہی تھی۔ رد عمل کو چھوڑو سارے احساس ختم کیے ایک جگہ بیٹھی رہتی تھی۔۔۔ اتنا گہرا صدمہ پہنچا تھا اس کی بخت کو۔۔۔

سکندر کی آنکھیں بار بار اس کے رد عمل سے نم ہو رہی تھی۔

"لندن چلو گی؟ پھوپھو سے ملنے۔۔۔ وہاں گھوم پھیر آتے ہیں۔۔۔ بولو بخت؟"

خاموشی۔ سکندر لب دبائے اُٹھا اور اس کے سر پہ ہاتھ پھیرا۔

"ہم اب لندن جائے گے میری بخت کو ماحول تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔۔۔ کہو تو وہاں ہی ہمیشہ رہ لے گے۔۔۔ ایک دفعہ تو میری بیٹی بولے۔۔۔"

خاموشی۔۔۔

"کہی اور جانا ہے پیرس پیار کا پہلا شہر ؟"

سکندر ایک دم یاد آیا بخت کی فیورٹ جگہ پیرس ہے۔

"بولو وہ ٹرپ کینسل ہو گیا تھا وہاں چلے ؟"

"سر؟"

جاوید کی آواز پہ سکندر مڑا۔

"کیا بات ہے جاوید۔"

"سر میم حداد صاحب کے ساتھ چلی گئی ہیں اور حداد صاحب نے مجھے آپ کو یہ دینے کے لئے کہا ہے۔"

سکندر ایک دم تیزی سے اُٹھا۔

"وہ کہاں گئی ہے ؟اس کے ساتھ کیوں گئے ہے ؟"

وہ اونچی آواز میں جاوید سے بولا۔

"نو آئیڈیا سر مجھے یہ گارڈ نے دیا ہے۔اس نے بتایا کہ میم چلی گئی ہیں۔"

"تم کہاں مرے ہوے تھے !!! "

غصے سے کہتے ہوے اس نے پیکٹ کھولا تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔

گاڑی جمال عظیم ہاوس میں روک کر وہ اُترا۔۔

"دروازہ کھولو !!! "

اس نے گارڈ سے سخت لہجے میں کہا۔

"آپ آپ کون ہیں۔۔۔"

"میں نے کہا دروازہ کھولو میں اپنی بیوی کو لینے آیا ہوں۔۔۔"

اس سے پہلے گارڈ اسے روکتا سکندر اسے سائڈ پہ کرتا۔۔دروازہ کھول کر اندر آیا۔

"رمشا!!!! رمشا کہاں ہوں۔۔۔رمشا ایک سکینڈ کے اندر اندر نیچے آو۔۔۔"

دھاڑ کے کہتے ہوے وہ ان کے گھر کے اندر داخل ہوا۔درینہ کے ساتھ دوکام والی اس کی شور سے باہر آئی تھی۔اس دیکھا تو دھک سے رہ گئی۔سکندر بھا ان کے گھر میں۔۔۔وہ بھی کسی وحشی روپ میں۔۔۔

"رمشا!!!! حداد نیچے آو!!!! "

"چلانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔"

سخت پتھریلی آواز پہ سکندر دائیں طرف مڑا۔حداد بلیک شرٹ اور بلیک پینٹ میں ملبوس ایک الگ ہی روپ میں دکھائی دے رہا تھا۔بال پونی میں بندھے کے بجائے کھلے ہوے تھے اور اس کے کندھے سے نیچے کو چھو رہے تھے۔سکندر آگے بڑھا اور اس نے پیپر حداد کے منہ پہ مارے۔عینہ کی امی نے منہ پہ ہاتھ رکھا۔

"میری بیوی کو اُٹھانے کی تمھیں کس نے اجازت دی بولو!!!! "اس کا گیربان تھامے وہ غرایا ۔

"اور یہ کاغذ علیحدگی کی کاغذ دینے کی تم نے ہمت بھی کیسے کی۔"

حداد نے اپنا کالر زور سے جھٹکے دے کر سکندر سے چھڑوایا۔

"ویسے ہی جیسے تم نے میری بھانجی کو اُٹھایا تھا۔۔۔ویسے ہی جیسے ان کے ذہنوں کے ساتھ تم نے کھیلا تھا سکندر بھا۔۔۔"

سکندر نے اس کا جبڑا پکڑا۔

"میری زندگی بچا کر اگر سمجھتے ہوے کہ تم جو چاہے کر سکتے ہو تو تمھاری سب سے بڑی غلط فہمی ہے۔۔۔"

حداد نے مسکرا کر اسے دھکا دیا۔

"سب سے بڑی غلط فہمی تو مجھے یہ تھی کہ تم مجھے اپنی بھانجی دو گے مگر میں غلط تھا تم جیسے آدمی نے اس کے لئے اپنے جیسا بندہ ڈھونڈنا تھا۔۔۔ تو بس سمپل میں بھی اپنی بھانجی واپس لے آیا کیونکہ تم اس کی قابل نہیں تھے۔۔۔۔"

سکندر ایک دم شاک ہو کر اسے دیکھنے لگا۔ سب ایک دم ان دونوں کے شور سے لاونج میں آئے تھے۔ انھیں حیرت کا جھٹکا لگا جب سب نے حداد اور سکندر کو آمنے سامنے دیکھا۔

"میری بھانجی؟ تو نے میری بھانجی پہ نظر رکھی۔۔۔" وہ دھاڑ اُٹھا۔ کنپٹی کی رگے غصے سے تن گئی۔

"ہاں تم نے جیسے اس کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھا تھا جو اتنے حیرانگی سے مجھے بول رہے ہو۔۔۔ اس سے عزت سے شادی کرنا چاہتا تھا مگر آثار تو مجھے دکھائی نہیں دے رہے۔۔۔۔" جب سے اسے حنان اور درینہ کی باتیں سُن کر پتا چلا تھا کہ سکندر بخت کی شادی جاوید سے کروانا چاہتا ہے اسی وقت سے اس کا بس نہیں چل رہا تھا سکندر کی گیچی مروڑ دے۔

سکندر نے مٹھیاں بھینچی۔۔۔ اس کو مارنے سے پہلے وہ اسے وارن کرنا چاہتا تو سرد لہجے میں بولا

تم میری بیٹی کے اس قابل نہیں ہو!!!"

سکندر دھاڑا۔

"تو کیا رمشا تمھارے اس قابل ہے۔۔۔ ہو کیا تم ایک غنڈہ۔۔ جس نے میری بھانجی کو اُٹھا کر اس کی ماں باپ کی آنکھوں میں دھول جھونکا!!! تم سب کی نظروں میں اچھے انسان ہو سکتے ہو سکندر مگر میری نظروں میں نہیں۔ رمشا کا اب تمھارے سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے ۔۔۔"

حداد کی بات مکمل نہیں ہوئی کہ سکندر نے اس پہ حملہ کیا۔

"میری ہے وہ سمجھے !!!!! صرف میرا حق ہے اس پر۔۔۔تم ہوتے کون ہو رمشا کو مجھ سے چھیننے والے۔"

سکندر نے حداد کی ناک پہ زور سے مکا مارا۔ حداد نے اسی وقت کہنی اس کے سینے پہ زور سے ماری۔

"تو پھر بخت بھی میری ہے !!!! تم ہوتے کون ہو اس کی جاوید سے شادی کرنے والے۔۔۔"

حداد کی دھاڑ پہ سکندر نے اس کے پیٹ پہ مکا مارا۔

"میں اس کا باپ ہوں جو چاہے اس کے لئے فیصلہ کروں اور بختاور تمھاری نہیں ہے !!!! کوئی رشتہ کوئی تعلق نہیں ہے تمھارا اس سے۔"

"یااللہ روف روکے ان دونوں کو یہ کیا کر رہے ہیں۔۔۔"

رمشا کی امی نے اپنے میاں سے پریشانی اور تیزی سے کہا جو بہت پر سکون ہو کر ان دونوں کو لڑتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ ان میں جمال عظیم بھی شامل تھے۔ ایسے بنے ہوئے تھے جیسے ان کا بھائی اور بھالڑ نہیں رہے بلکہ ایک دوسرے سے گلے مل کر ہنس ہنس کے بات کر رہے تھے۔ شور سے حذیفہ اور نانی امی بھی باہر آ گئی۔

"آپ سب لوگ پیچھے ہو جائیں انھیں اپنی بھڑاس نکالنے دیں۔"

روف صاحب نے نانی امی کو آتے دیکھ کر بڑے ہی نارمل لہجے میں سب سے کہا۔ رمشا کی امی انتہائی حیرت سے اپنے شوہر کو دیکھنے لگی۔ یہ انھیں کیا ہو گیا ہے۔

"تعلق میں بنا ڈالوں گا ابھی اسی وقت بخت سے نکاح کروں گا پھر ہو جائے گی تمھاری تسلی۔"

حداد نے سکندر کا گیر بان پکڑ کر اسے زور سے زمین پہ پھینکا۔

"حداد !!!! "

رمشا کی امی اونچی آواز میں سکندر کی طرف بڑھنے لگی کہ روف صاحب نے انھیں روکا۔

سکندر غراتے ہوئے اُٹھا اور اس کی گردن پہ پنچ مارا۔

"آج میں تمھاری جان لے لوں گا۔۔۔ میری بیٹی کے بارے میں تو نے یہ الفاظ استعمال کیے۔۔۔" اس نے پھر حداد کے منہ پہ مارا۔ حداد کے منہ سے خون نکلنے لگا۔ سکندر کے پنچ میں کچھ زیادہ ہی طاقت تھی۔ منہ پہ ہاتھ رکھ کر اس نے کہنی سکندر کے سینے پہ ماری۔

"میں اگر جان بچا سکتا ہوں تو جان لے سکتا ہوں۔۔۔ اگر مجھے بخت نہیں ملے گی تو رمشا بھی تمھیں نہیں ملے گی۔۔۔۔"

وہ دھاڑا۔۔۔ سکندر نے زوردار تھپڑ حداد کے منہ پہ مارا۔

"رے کو میں ابھی اسی وقت یہاں سے اپنے ساتھ لے کر جاوں گا۔۔ اور تم سب میں سے کوئی بھی کچھ نہیں کر سکے گا۔۔۔"

سکندر کے سٹیچز کھل چکے تھے۔۔ اس کے زخم اس کی غصے کی وجہ سے مندل ہونے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ سفید شلوار قمیض پیچھے سے سُرخ ہو گئی تھی۔

"سکندر بیٹا پلیز میں بلاتی ہوں مشی کو بس کر دو دونوں۔۔۔ حداد وہ رمشا کا شوہر ہے۔۔ کچھ تو لحاظ کرو۔۔۔ پیچھے اس کو بلیڈنگ ہو رہی ہے بھول کیوں گئے کچھ ہفتے پہلے ہی اسے گولی لگی تھی۔" حداد سکندر پہ حملہ کرنے لگا کہ بیچ میں رمشا کی امی آ گئی۔ حداد کو ان کی بات پر غصہ

۔۔

"رمشا کہی نہیں جائے گی۔۔۔ اور آپ کیوں بھول جاتی ہیں کہ یہ لاہور کا سب سے بڑا خطرناک بدمعاش ہے۔۔۔ عزت تو ایسے دے رہی ہیں جیسے غنڈہ نہیں عزت دار شہری ہے"۔

"اور تم کیا ہو بلڈی لوزر!!! آرمی والوں نے تمھیں نکال دیا۔۔ نکارا' عقل سے پیدل سب سے بڑھ کر ذہنی مریض جس نے بھا کی بھانجی پہ نظر رکھ کر سب سے بڑی بھول کی۔"

سکندر کے یہ سخت الفاظ پر سب کو سانپ سونگھ گیا۔ حداد کو سخت تیش آیا۔ اپنی بہن کو ہٹا کر اس نے سکندر کو مکا مارا اور پھر مکوں کی بارش کرنا لگا۔

"مجھے گھٹیا کہو' لوزر کہو!!! یا کچھ بھی مگر میں نے تمھاری بھانجی پہ نظر نہیں رکھی۔۔۔ آئی لو ہر!!!! جتنی میں تجھ جیسے غنڈے سے نفرت کرتا ہوں اس سے کہی زیادہ محبت مجھے بخت سے۔۔۔ عزت مانتا ہوں میں اسے۔۔۔۔۔"

سکندر نے اس کے مکے کو ہاتھوں سے روکا۔۔ اور ایک کِک اس کے پیٹ پہ مار کر اسے پیچھے پھینکا۔ اب حداد کا سر ٹیبل پہ جا کر لگا۔

"تو میں کیا تمھاری بھانجی کے ساتھ ظلم کر رہا ہوں؟ میں اس سے عشق کرتا ہوں۔۔۔ اس کے لئے اپنی جان دے سکتا ہوں۔۔۔ اس کو تکلیف دینے والا اس کا اپنا بھی ہو گا تو میں اسے مار ڈالوں گا۔۔۔ وہ لڑکی میرے خون میں بستی ہے اور تم کہہ رہے ہو وہ میرے ساتھ نہیں جائے گی۔۔۔۔ بھا ہوں میں۔۔۔ سکندر بھا مجھے ڈیول بنے میں دیر نہیں لگے گی۔۔۔۔ مجھے ایزی لے رہے ہو حداد عظیم!!!! اگر تم نے میرے اور میری رے کی بیچ میں آنے کی کوشش کی تو تمھارے چہرے کا ایسا نقشہ بدلوں گا کہ گھر والے بھی تمھارا چہرہ پہنچانے سے انکار کر دیں گے۔۔۔۔"

وہ اتنی اونچی آواز میں دھاڑا تھا کہ رمشا ڈر کر نیچے بھاگتے ہوئے ایک دم یہ منظر دیکھ کر ساکت رہ گئی۔

"سکندر!!! " کسی نے مڑ کر رمشا کو نہیں دیکھا سوائے سکندر کے۔۔۔

"میں اپنی بیوی کو لے کر جا رہا ہوں!!!! اور کوئی مجھے روکے گا نہیں۔۔۔۔"

وہ غصے سے کہتا وہاں سے جانے لگا کہ روف صاحب اس کے سامنے آ گئے۔

"بس بہت ہو گیا ڈرامہ میں بہت دیر سے چُپ رہا مگر اب میں لحاظ نہیں کروں گا خاموشی سے حداد کو اُٹھاو اور میرے ساتھ دونوں چلو ہم تم دونوں کو سیدھا کرتے ہیں۔۔۔"

انھوں نے سخت لہجے میں کہتے ہوئے حداد کو دیکھا جو منہ پہ ہاتھ رکھ کر لڑ کھڑا کر اُٹھا۔جمال عظیم نے تاسف بھری نظروں سے سر ہلایا۔

"رؤف یار تم ہی ان دونوں کو دیکھو میرے میں تو بالکل ہمت ہی نہیں ہے۔۔۔خاص کر اس سکندر ربھا کو تو میں ڈیل نہیں کر سکتا۔۔۔"

انھوں نے تو کانوں کو باقائدہ ہاتھ لگائے۔۔۔

"میں فی الحال کوئی بات نہیں کرنا چاہتا انکل میں اس وقت رے کو یہاں سے لے کر جا رہا ہوں۔"

"جیسے میں تمھیں لے کر جانے دوں گا۔۔۔چلو!! "

حذیفہ کا ایک دم مسیج آیا اس نے پڑھا تو ایک دم حیرت سے دیکھنے کے بعد بولا۔

"ابو!! بات سُنیں سب!!!"

اس کی بات پر سب نے حیرت سے حذیفہ کو دیکھا اب کیا ہوا۔

"تمھیں کیا ہوا اب۔۔۔"

جمال عظیم نے ناگواری سے بیٹے کو دیکھا جو جلدی سے ریموٹ اُٹھا کر سامنے لگی ٹی وی سکرین سے ٹی وی کھولنے لگا۔۔۔پھر اس نے چینل چینج کر کے ایک نیوز چینل پہ آ کر روکا۔

"ہم آپ کو بتاتے چلے۔۔۔کہ منشیات کی سمگلنگ کو پکڑنے اور بچوں کو اس بیماری سے نکالنے کے لئے ان کو نئی زندگی دینے میں سب سے بڑا ہاتھ ایکس کیپٹن حداد عظیم کا رہا ہے۔ان کی وڈیو کلپ سوشل میڈیا میں ریلیز کی گئی جو کہ وائرل ہو گئی۔۔وڈیو میں دکھایا گیا کہ چھوٹے

سے لے کر بڑے علاقے میں منشیات کی سمگلنگ کو بے نقاب حداد عظیم نے اپنی جان پر کھیل کے کیا ہے نہ صرف بے نقاب کیا بلکہ ان کو پکڑ کے پولیس کے حوالے کیا۔اینٹی نیر کو ٹکس فورسسز سے منسلک ایس پی حنان علوی کا کہنا ہے کہ حداد عظیم نے اس کڑے وقت میں ان کی خوب مدد کی اور اگر وہ نہ ہوتے تو یہ مشن ان کے لئے ناممکن ہو جاتا۔۔حداد عظیم کا صوفیا کے نام سے فائونڈیشن بھی ہے جہاں وہ نشے کے عادی نو عمر لڑکوں کی مدد کرتے ہیں اور ان کی بھرپور کوشش ہے کے نوجوان نسل تباہ ہونے سے بچ جائے اور اس بلا سے بہت جلد چھٹکارا پالے۔۔۔ان کی بہترین کارکردگی وزیر اعظم کی نوٹس میں آگئی ہے اور بہت جلد انھیں ستارے امتیاز سے نوازا جائے گا۔۔"

نیوز رپورٹر اور بھی بہت کچھ کر رہی تھی مگر سب کو اس کی بات پہ سانپ سونگھ گیا تھا۔حداد تو بالکل فریز ہو کر رہ گیا تھا۔بس ایک شخص نارمل تھا۔وہ تھا سکندر حدید۔جیسے اسے یہ خبر پہلے سے پتا تھا یا اس خبر سے اس کا کوئی لینا دینا نہیں تھا۔

"یہ ٹی وی والی کیا بول رہی ہے۔۔۔حداد۔۔۔۔"

جمال عظیم نے اپنے بھائی کو دیکھا جو شاک سے بالکل ہی ساکت ہو گیا تھا بس وہ ٹی وی کو گھورے جا رہا تھا۔اس کی تو سماعتوں میں یقین نہیں آ رہا تھا۔اس کے بعد حقیقت اس پہ آشکار ہوئی۔۔۔

"یا اللہ یہ کیا حداد تم۔۔تم اس لئے اتنے مصروف رہا کرتے تھے۔۔۔۔"

"ماموں۔۔۔۔"

"حداد یہ واقعی تم ہو۔۔"

"مجھے پتا تھا یہ لڑکا کچھ نہ کچھ تو کر رہا ہے۔۔۔اتنا بڑا چھپا رستم نکلے گا یہ میں نے سوچا نہیں تھا۔"

"چاچو آئی کانٹ بلیوِاٹ آپ کو ستارہ امتیاز ملنے والا ہے۔۔۔"

اور بھی بہت سی آوازیں تھی۔ حداد نے مٹھیاں بھینچ کر سکندر کو دیکھا جو بے نیازی سے سب کو دیکھ رہا تھا۔ حداد کا دل کیا اسے کو ختم کر دے۔۔۔۔ یہ جو کچھ بھی کیا اس نے کیا ہے ۔۔۔اسی کا اس سب میں ہاتھ تھا۔

"حنان بھائی بھی کتنے چالاک نکلے تبھی چاچو کو اپنے پاس بلا کر۔۔۔۔۔"

"چُپ!!!! بالکل چُپ!!! "

حداد چیخا۔ سب خاموش ہو گئے اور غصے سے بھرے حداد کو دیکھنے لگے جو سکندر کو دیکھ کر تالی مار رہا تھا۔

"اب تم کتنے عظیم بنو گے سکندر بھا۔۔۔ میری آنکھیں اور منہ بند کرنے کی اچھی قیمت ڈھونڈی ہے۔۔۔ بڑا احسان کر دیا اب تو واقعی نظریں اُٹھا کر تم سے بات نہیں کر سکوں گا۔"

سب بڑے الجھ کر طنزیا ہنستے ہوے حداد کو دیکھنے پھر سپاٹ چہرہ لیے سکندر کو جو اس کی بات پہ بولا۔

"پتا نہیں کیا بکواس کر رہے ہو۔۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔"

"اچھا!!!"

حداد نے حیرت سے آنکھیں پھیلائیں۔۔

"اوہ تو ایک بات بتاو اگر میں نے فاونڈیشن کھولنا تھا تو بخت کے نام سے کھولتا' رمشا کے نام سے کھولتا۔۔۔ یا پھر اپنی ماں یا بہن کے نام سے مجھے کیا پڑی تھی کہ میں بخت کی ماں کے نام سے فائونڈیشن کھولتا۔۔۔ صوفیا تمھاری بہن کا نام ہے ہیں نا۔۔۔"

سکندر کے جبڑے بھینچے گئے۔۔

"یہ کیا بول رہے ہو حداد۔۔"

"پوچھ اپنے اس داماد سے پوچھے رؤف بھائی کہ غنڈے کے لبادے میں کونسے کام کرتا ہے جو نیوز والے سب بتا رہے تھے وہ اسی کے بارے میں بتا رہے تھے۔۔۔بچوں کی جان بچانے والا ' اس فاونڈیشن کو کھولنے والا اور ڈرگز سمگلر کو پکڑنے والا میں نہیں یہ تھا شیر داود سکندر تھا ۔۔۔" سکندر کا منہ کھل گیا۔منہ تو سب کے کھل گئے تھے۔

"یہ غنڈہ ہے!!!! مگر غنڈے کے ساتھ یہ لوگوں کی جان بچاتا ہے۔۔۔۔ستارہ امتیاز کا یہ حقدار تھا مگر اس کو بُرائی سے بہت محبت ہے اس کے بغیر تو رہ نہیں سکتا تو اس نے میرے منہ پہ مار دیا۔۔۔۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو اگر اپنا کارنامہ کسی کو نہیں بتانا چاہتے تو میرے سر پہ کیوں تھوپ رہے ہو ابھی تو کہہ رہے تھے میں تمھاری بھانجی کے قابل نہیں ہو اور اب تمھاری دماغی علاج کی ضرورت ہے۔۔۔"

سکندر کہتے ہوے جانے لگا کہ حداد نے آگے بڑھ کر اسے روکا۔

"دماغ کا علاج تو تمھارا بنتا ہے شیر داود!!! اپنے پاس رکھو مجھے تمھارا یہ احسان نہیں چاہیے میں یہ سب اپنی بھانجی کی وجہ سے کرتا رہا جس کے بیس پہ ت مجھے تین مہینے دھمکاتے رہے ۔۔۔۔"

"یہ تم دونوں کیا بول رہے ہو۔۔۔سکندر بیٹا یہ حداد کیا بول رہا ہے۔۔۔۔"

نانو تو ایک دم پریشان ہو گئی ایک لمحے میں اتنا سب کچھ ہو گیا تھا انھیں سمجھ نہیں آئی کہ کیا کہے۔۔

"ماموں ٹھیک کہہ رہے ہیں نانو سکندر غنڈہ نہیں ہیں۔۔۔صوفی فاونڈیشن سکندر کا ہے اور حداد ماموں سکندر کے لئے کام کرتے ہیں۔"

سکندر نے اب جھٹکے سے رمشا کو دیکھا جو اسے نہیں باقی سب کو دیکھ رہی تھی۔

"سکندر جتنے بھی بُرے ہو مگر وہ کسی ماں کی زندگی برباد نہیں کر سکتے۔۔اس کی گود نہیں چھین سکتے آخر کو وہ خود بھی بخت کی ماں ہیں وہ کسی ماں کو کیوں تکلیف دیں گے۔۔۔ سکندر کی امیج ان سالوں میں اتنی خراب ہو گئی تھی کہ وہ چاہ کر بھی اپنی اچھائی دُنیا والوں کو نہیں دکھا سکتے تھے کیونکہ کس نے مان لینا تھا کہ ایک غنڈہ اتنے بڑے بڑے کام بھی کر سکتا ہے۔۔۔"

رمشا سکندر کے ساتھ کھڑی ہو کر سب کو بتانے لگی سب تو شاک ہوئے ہی ہوئے سکندر کی حالت اب حداد جیسی ہو گئی تھی البتہ رؤف صاحب اور جمال عظیم نارمل تھے۔۔۔ جیسے انھیں یہ سب پتا تھا۔

"تمھیں کس نے۔۔۔۔۔"

سکندر بولتے ہوئے رؤف صاحب کو دیکھنے لگا جنھوں نے کندھے اچکائے۔

"سوری سکندر میں اپنی بیٹی کو اندھیرے میں نہیں رکھ سکتا تھا۔ میں نے اسی دن اسے بتا دیا جس دن میں نے تم سے پتا کروایا تھا۔"

"اور جمالی بھی جانتا تھا اس لئے یہ کچھ نہیں بول رہا۔۔۔"

جمال عظیم کے ماتھے پہ بل آئے۔۔۔

"یہ جو میں تمھیں آدھے گھنٹے میں برداشت کر رہا تھا اسی سچ کی وجہ سے ورنہ ابھی تمھاری اس بدتمیزی پہ تمھیں اندر کر دیتا۔۔۔ تم تم سکندر اتنی بڑی بات چھپاؤ گے اتنا بڑا کام کرو گے اور اللہ تمھاری نیکی ہمیں نہیں دکھائے گا۔۔۔ یہ تمھاری بھول ہے۔۔۔ حداد مجھے سب بتا چکا تھا۔۔۔"

سکندر نے مٹھیاں بھینچ کر حداد کو دیکھا۔ پھر رمشا کو۔۔ جو دکھ سے اسے دیکھ رہی تھی کہ سکندر نے اس سے اتنی بڑی بات کیوں چھپائی۔

"میں یہاں سے جا رہا ہوں۔"

اب ڈُنیا کو فیس کرنے میں فی الحال اس کی ہمت نہیں تھی۔وہ اپنی اچھائی کسی کو نہیں دکھانا چاہتا تھا اور اس کی اچھائی چیخ چیخ کر ڈُنیا کے سامنے اس کا اعلان کر رہی تھی۔۔

"سکندر!!!"

رمشا اس کے پیچھے آئی۔

"میری بات سُنے سکندر ناراض مجھے ہونا چاہئے اور بھاگ آپ رہے ہیں۔۔۔ سکندر۔۔۔"

سکندر رُکا رمشا نے اس کا بازو پکڑا سکندر نے اوپر دیکھتے ہوئے اپنی آنکھیں زور سے بند کرتے ہوئے گہرا سانس لیا۔

"رے پلیز میں اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔۔۔"

"اتنا بھی حق نہیں ہے کہ میں پوچھوں کہ آپ نے مجھ سے اتنی باری بات چھپائی۔۔۔ سکندر میں تو آپ کی رے تھی۔۔اتنا بھی بھروسہ نہیں تھا مجھ پر کیا آپ کو لگتا تھا کہ آپ کی اچھائی پہ میں یقین نہیں کروں گی۔۔آپ کا مذاق اُڑاوں گی۔۔آپ پر ہنسوں گی۔۔۔"

سکندر نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس کی بات کاٹی۔

"رے میری یہ نیت نہیں تھی۔۔۔ میں تمھیں کسی چکروں میں پڑنے نہیں دے سکتا تھا۔۔۔ میرا مقصد تمھیں خوشیاں دینا تھا تم سے دکھ بانٹنا نہیں۔۔۔"

"تو یہ کیسا رشتہ ہوا جس میں صرف خوشیاں بانٹی جائے۔۔۔ دکھ نہیں سکندر اتنا کمزور تو نہیں تھا ہمارا رشتہ۔۔۔ رشتے میں محبت سی زیادہ ایمانداری میٹر کرتی ہے۔۔۔ مگر آپ نے مجھ سے محبت کی سکندر مجھ پہ بھروسہ نہیں۔۔۔۔"

"رے۔۔۔"

سکندر نے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔

"محبت سے بڑھ کر میں نے ہزار گنا تم پر بھروسہ کیا ہے مگر مجھے یہ کام تکلیف دیتا ہے صحیح معنوں میں مجھے اپنا ماضی یاد آتا ہے۔۔میں اپنے ماضی میں پاگل ہو جاتا ہوں۔۔۔میں رے کا سکندر نہیں ایک ٹوٹا ہوا شیرِ داود بن جاتا ہوں۔۔۔مجھے ٹوٹا ہوا دیکھ کر تم نے کبھی خوش نہیں ہونا رے اور تمھیں ناخوش دیکھ کر میں مزید پاگل ہو جاوں گا۔۔اس لئے اس لئے یہ چیز میں نے شیر نہیں کی۔۔۔مجھے معاف کر دو رے۔۔۔۔"

اس نے سر جھکا کر رمشا سے کہا۔

"بیوی سے معافی بعد میں مانگنا زرا اپنے جمالی کو تو گلے لگا دو کب سے کہہ رہے تھے۔۔۔تم تو بھا وعدہ پورے کرنے والے۔"

سکندر اور رمشا مڑے تو اس نے دیکھا جمال عظیم مسکرا کر سکندر کو اپنی طرف اشارہ کر رہے تھے۔

"جائے سکندر ماموں بلا رہے ہیں۔۔۔"

رمشا نے سکندر کے بازو پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں دیر کر رہے ہو بھا اپنے یار کو گلے لگا لو۔۔۔"

"میری بیوی تو نہیں چھینے گے۔۔۔"

سکندر نے گھورتے ہوئے کہا۔سب باہر جو آئے تھے اس کی بات پہ ہنس پڑے۔۔۔حداد بھی باہر آگیا تھا سینے پہ بازو لپیٹے وہ اب کم غصے میں دکھائی دے رہا تھا۔

"او نہیں ینگ مین ہم نے ہڈیاں نہیں تڑوانی۔۔۔۔"

سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔۔سکندر آگے بڑھا اور جمال عظیم کے گلے لگا۔

"پراوڈ آف یو بھا۔۔تم نے آج ثابت کر دیا تم میں کوئی تو بات ہے جو سب سے تمھیں الگ بناتی ہے۔۔۔ویلکم ٹو فیملی۔۔۔۔"

"بس کر پگلے رلائے گا کیا۔۔۔"

سکندر نے پیٹھ پہ تھپکی دیتے ہوئے کہا۔ رمشانم آنکھوں سے ہنستے ہوئے یہ خوبصورت منظر کو دیکھنے لگی۔

زندگی اتنی خوبصورت ہو گی اس نے سوچا نہیں تھا۔

••••••••••••••••••••••••••••••••••••

پولیس جیب سیدھا پولیس سٹیشن میں آکر رُکی۔ پولیس آفسر نے پچھلی جیب کا دروازہ کھولا اور اُترے پھر ساتھ انھوں نے بادامی شلوار قیمض میں ملبوس ہتھکڑی پہنے سکندر بھا کو نکالا۔ میڈیا والے اس کی انتظار میں تھے اس کو دیکھے اس کی طرف بڑھے تھے۔ اس نے ہتھکڑی پہنے ہاتھ مسکرا کر اُٹھائے تھے۔۔۔ میڈیا والے اپنا کام ہمیشہ کی طرح جاری رکھتے ہوئے سوال کرنے لگے۔ اب سکندر بھا پھر کس چکر میں اندر ہو رہے ہیں۔۔۔ سکندر نے بڑے ہی بے نیازی سے جواب دیا کہ وہ یہاں سیر کرنے آیا ہے اور اپنے جگری یار ڈی آئی جی جمال عظیم سے گپ شپ کرنے آیا ہے۔ سب اسے حیرت سے دیکھنے لگے مگر پولیس والے محض تاسف سے سر ہلا کر اسے اپنے ساتھ لے کر جانے لگے۔ صرف وہ ہی سکندر کے انداز کو سمجھ سکتے تھے اور سمجھنے کے باوجود بھی کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ سکندر مزے سے ان کے ساتھ چلتا اندر آیا۔

حوالدار رشید سکندر کو سٹیشن کے اندر دیکھ کر فوراً اٹھا۔

"یہ پھر آگیا اب کیا کیا اس نے۔۔۔"

"او شیدے کیسا ہے مس کیا تھا مجھے کہ نہیں؟"

سکندر کے شرارتی لہجے میں اس سے پوچھنے لگا۔

"تو اکرو جی!! اب تو سٹیشن اور بُسلا دی خیر نہیں۔۔۔"

"خیر میں نے کچھ کیا تو نہیں ہے مگر میں ضرور کچھ کرنے جارہا ہوں لے جاو مجھے یاروں
۔۔۔۔"

سکندر بھادل شکن انداز میں مسکراتے ہوے ان کے ساتھ چلنے لگا۔لاک اپ بھی انھوں نے اپنی پسند کا ڈیسائڈ کیا۔۔بلکہ گھر سے پہلے وہ تہہ کر آیا تھا۔۔کہ وہ کس میں جائے گا۔جہاں نذیر سمیت باقی سب سر جھکائے بیٹھے تھے شیر کی چال انھیں اپنے بالکل آس پاس محسوس ہوئی ۔ایک دم وہ سارے کے سارے فریز ہو گئے۔۔یہ یہاں پہ کیسے آگیا۔اب تو ان کے خیر کے دن گئے۔

لاک اپ کا دروازہ کھولا گیا اور سکندر کو اندر ڈالا گیا۔سب ایک دم ڈر کے اُٹھے۔

" تھینکس بڈی۔۔۔"

سکندر کے ہاتھ اندر ڈالنے سے پہلے کھول دیے تھے۔اسے کہہ کر وہ ان سب کو دیکھتے ہوے بولا۔

"کیسے ہو سب اگر کسی نے ایکشن فلم انجوائی کرنی ہے تو وہ دس منٹ میں تیار ہو جائے کسی کی خیر نہیں ہونے والی۔۔۔"

"ببب بھا آپ۔۔۔" شیر نے اپنی نگاہیں اُٹھائیں اور سب کی سانسیں بل بھر میں رُک گئیں ۔۔۔

شواب شروع ہو چکا تھا۔

••••••••••••••••••••

وہ تینوں اس وقت ایرپورٹ میں تھے۔سکندر بختاور کو لندن لے کر جارہا تھا تاکہ وہاں اس کا ماحول تبدیل ہوے تاکہ وہ نارمل ہوئے اگر زیادہ مسئلہ ہوا تو وہ ڈاکٹر کو بھی اسے دکھایا تھا۔

اس نے رمشا سے مشورہ کیا تھا جس پہ رمشا راضی ہو کر اس کے ساتھ جارہی تھی وہ اب

ایر پورٹ لاؤنج میں بیٹھے ہوے تھے کہ سکندر ان دونوں کے کھانے کے لئے کچھ لینے جارہا تھا ۔بختاور سے کچھ دیر پہلے حداد بھی ملنے آیا تھا۔اسے نہ جانے کا کہہ رہا تھا جس پہ بختاور نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔ تھک ہار کے حداد نے اتنا کہا کہ وہ اس کا انتظار کرے گا۔۔۔اسے اس کے لئے واپس آنا ہوگا۔۔۔ سکندر مزید ان دونوں کو بات کرنے نہیں دے سکتا تھا اس لئے بنا کچھ کہے اسے اپنے ساتھ چل پڑا۔رمشا نے حداد کو تسلی دی۔۔۔حداد نے رمشا کے سر پہ ہاتھ رکھا اور مڑ کر چل پڑا۔رمشا بجھے دل سے سکندر کی تلقید میں گئی تھی۔اب وہ بیٹھے تھے کہ بخت اُٹھی۔

"ارے کہاں جانا ہے؟واش روم۔۔۔"

جس پہ بخت نے سر کو اثبات میں ہلایا وہ کبھی کبھار رد عمل دے دیتی تھی۔

"چلو میں تمھارے ساتھ چلتی ہوں۔۔۔"

وہ دونوں چلنے لگی کہ بخت اپنی سوچ میں گُم کسی سے ٹکرائی۔

"او سوری۔۔"

حدید عالم نے بختاور کو دیکھا تو ایک دم ٹھہر گئے۔

انھیں لگا جیسے ان کے سامنے صوفیا کھڑی ہو۔

"اِٹس اوکے۔۔۔"

رمشا بولتے ہوے بھی سٹل ہو گئی کیونکہ وہ اور کوئی نہیں سکندر کے ابو تھے ان کے ساتھ ہی مسز حدید عالم تھی۔وہ دونوں فاروق سے ملنے لندن ہی جارہے تھے۔عنیقہ تو فاروق کے ساتھ ہی چلی گئی تھی اس نے جانے سے پہلے سکندر کو اطلاع دی تھی اور سکندر نے اسے بیسٹ وشز کے ساتھ انھیں رخصت کیا۔

بخت انھیں اجنبی نظروں سے دیکھنے کے بعد چل پڑی۔

"بات سُنو بیٹی۔۔۔"

سکندر اسی وقت کافی کے دو کپ پکڑے آرہا تھا کہ حدید عالم کو دیکھ کر اس کے قدم رُک گئے۔

بختاور رُکی۔

"کیا نام ہے تمھارا؟" سکندر آگے بڑھا کہ مسز حدید عالم بولی۔

"چلیں ہمیں دیر ہو رہی کسی کو پہ روک کر اس سے نام پوچھنے لگ جاتے ہیں چلیں۔۔۔"

انھوں نے رمشا کو پہچان لیا تھا اور بخت کی شکل بھی صوفی سے ملتی تھی تو وہ سمجھ گئی اسی کی بیٹی ہے۔حدید عالم اسے دیکھتے رہے پھر ان کی نظر سامنے سے آتے سکندر پہ پڑی اس کو دیکھنے کے بعد وہ اپنی بیوی کے ساتھ آگے بڑھ گئے۔سکندر کی کافی پہ گرفت مضبوط ہو گئی۔

ایک بات تو تہہ تھی دُنیا کو اس کے اوپر رحم آجائے گا مگر اس کا اپنا سگا باپ اس سے کبھی بات نہیں کرے گا۔۔وہ اپنی فیملی کے ساتھ بہت آگے بڑھ چکے تھے۔انھیں سکندر کی ضرورت نہیں تھی۔تو سکندر کو کونسا ان کی ضرورت تھی اس کی بخت اور رے ہی اس کی فیملی تھی۔اپنا سر جھٹک کر وہ مسکراتے ہوئے اپنی فیملی کی طرف بڑھا۔رمشا نے اسے کچھ نہیں کہا وہ بھی جان گئی تھی یہ دُنیا ہے یہاں سب کچھ ایک ساتھ نہیں مل سکتا۔۔۔

سکندر مسکرا کر کھڑا سامنے ٹی وی میں موجود لمبے چوڑے کرنل حداد کو ستارا جرات وصول کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔اس کے دل میں سکون ہی سکون تھا۔وہ کسی کو اس کی زندگی لوٹا کر خوشی ہی محسوس کر رہا تھا۔اسے یہ ساری شہرت' عزت اور لوگوں کا پیار نہیں چاہیے تھا۔اسے بس انھیں خوشیاں بانٹنی تھی جو اس کی طرح بہت عرصے سے محروم رہے تھے۔اسے ان لوگوں کی محرومی ختم کرنی تھی۔انھیں بے بسی سے باہر نکالنا تھا۔اسے اپنا جیسا کمزور اور ٹوٹا ہارا نہیں بنے دینا تھا۔ہاں وہ اعتراف کرتا تھا خود سے اپنی رے سے' اپنے جگری دوست حنان

سے کہ وہ کمزور ہے۔رشتے کے معاملوں میں وہ واقعی بہت کمزور تھا مگر یہی رشتے اسے ہر کڑے وقت میں مضبوط بھی بناتے تھے۔

اس کے ساتھ کوئی آ کھڑا ہوا وہ جانتا تھا کہ وہ کون ہے۔گلابی کپڑے میں' وہ گلابی گالوں والی لڑکی اس کی سب سے بڑی خوشی تھی' اس کا فخر تھی' اس کی طاقت تھی اور اس کی کمزوری بھی تھی۔

زندگی میں اپنے فیصلے اور قانون کے خلاف جا کر اس نے اس لڑکی کو زبردستی اپنایا تھا لیکن یہ لڑکی اس کی نیکی کا صلاح بنے گی اس نے سوچا نہیں تھا۔

"کیا دیکھ رہی ہو؟" سکندر نے مسکرا کر بنا دیکھے اسے کہا۔

"دیکھ رہی ہوں کہ ارہا کے ڈیڈی اس وقت

دُنیا کے سب سے حسین ترین مرد لگ رہے ہیں جسٹ لائیک اینجل۔مائی اینجل۔"

سکندر ہنس پڑا۔

"غلط کہہ رہی ہو میں تو ڈیول ہو۔۔۔کسی کو نہیں۔۔۔۔ایک منٹ یہ ارہا کے ڈیڈی کون ہے ؟"

رمشا بولتے ہوئے ایک دم ماتھے بل لا کر چونکتے ہوئے رمشا سے پوچھنے لگا۔رمشا نے اپنا سر جھکا لیا۔اس کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔وہ عموماً بہت کم شرماتی تھی لیکن جب اسے شرم آتی تھی تو وہ لال ٹماٹر کی طرح ہو جاتی تھی اور چھوٹی ہوئی ہنسی کو کسی طرح ہونٹ دبا کر قابو کرتی ۔سکندر اسے ہونقو کی طرح دیکھتا رہا۔

"اُف اللہ آپ اتنے معصوم کیوں ہیں سکندر۔"

جب سکندر نے کچھ نہ کہا آگے سے تو رمشا ہنستے ہوئے بولی۔

سکندر اسے ہونقو کی طرح دیکھتا رہا پھر اس کو خیال آنے لگے۔ بے بی رونا' رمشا کا اس سے دور ہونا۔۔ بیچارا خوش ہونے کے بجائے زرا پریشان ہو گیا۔ رمشا کا تکلیف سے کانپتا چہرہ۔

"نہیں نہیں بے بی ایسے کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ رے مذاق کر رہی ہو نا۔"

رمشا اسے گھور کر دیکھنے لگی۔

"کیا ہو گا ہے داود آپ کو خوش ہونا چاہیے اور آپ۔۔۔"

"بے بی یعنی کے ٹرامپلنگ۔۔۔ او گاڈ رے کیسے ہو گا سب۔۔۔ میں کیسے تمھارا چوبیس گھنٹے خیال رکھوں گا۔۔ اور وہ بے بی تمھیں ہر وقت تنگ کرے گا۔۔۔ میرا بھی ٹائیم چھین لے گا ۔۔ اونو اونو میں کہی کا نہیں رہا میری تو ساری اہمیت ختم۔۔ قربا قربو تو وہ اب وہ ہو گا تمھارا۔"

"سکندر سکندر آپ اتنا ڈر کیوں رہے ہیں۔" رمشا ایک دم نروس ہو کر ہنستے ہوئے اس کے قریب آئی۔

"کچھ مائیں تو بچہ پیدا کرتے ہوئے مر بھی جاتی ہیں۔۔۔ او مائی گاڈ باہر لے کر جانا ہو گا تمھیں ابھی تو ٹھیک ہوئی تھی تم۔۔۔۔"

"کریزی اولڈ مین کیا ہو گیا ہے آپ کو کیسی باتیں کر رہے ہیں۔۔۔" رمشا نے سکندر کے بازو کو زور سے ہلاتے ہوئے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔

"رے ایسا نہیں ہو سکتا یار۔۔۔ میں تو اب گیا کام سے۔۔۔ اُف ڈاکٹروں کا تو میں حشر کر دوں گا ۔۔۔۔۔ کیا کیا تم نے۔۔۔۔"

"توبہ اس موقعہ پہ تو ہر لڑکی کے ہزبنڈ خوش ہوتے ہیں آپ کو پریشانی ہو گئی ہے جائے میں آپ سے بات نہیں کرتی۔" وہ ناراض ہو کر چل پڑی۔ سکندر اس کے پیچھے گیا۔

"رے بات سُنو۔۔"

وہ کہتے ہوئے تیزی سے چل پڑی تو سکندر بھی اس کے پیچھے بھاگا تھا کہ ایک دم رُک گیا سامنے لگی صوفی' اپنی اور امی کی تصویر دیکھنے لگا۔

"میری بخت کا خیال رکھنا شیر و۔۔۔۔ تم اس کے بہت اچھے باپ بنو گے۔ تم میں وہ بات ہے۔ تمھیں پیار اور عزت دونوں کرنا آتا ہے۔ اور ہاں یہ بات میری یاد رکھنا تم دُنیا کے سب سے اچھے' پیارے شوہر بنو گے یہ میری پرڈیکشن ہے جو کہ سچ ہو گی۔ داود اس پہ اپنے آپ سے بھی زیادہ بھروسہ کرنا۔ اس کی عزت میں کوئی کمی آنے نہ دینا۔ اسے تم سے محبت کرنے پہ پچھتانا نہ پڑے۔ وہ تمھارے ساتھ سے کمزور اور دبو نہیں بلکہ بہادر' اپنے لئے لڑنے والی' ایک مضبوط لڑکی بنے۔ اس کی حفاظت اپنی جان سے بھی زیادہ کرنا اور اس جب محبت کرنا تو اپنے آخری سانسوں تک کرنا۔ مر جاو مگر اس کی عزت اور غرور کو توڑنا مت۔"

""وِش می گڈ لک صوفی۔ آئیم سوری۔"

اُداس بھری مسکراہٹ اچھالتے ہوئے وہ اپنی رے کی طرف بڑھا۔ جہاں وہ اسے تنگ کرنے کے لئے اکثر چھپ جایا کرتی تھی اور اپنے شیر و کو آزماتی تھی۔ شیر و بھی اس میٹھے بھرے ٹارچر کا عادی ہوتا جا رہا تھا۔ رے آہستہ آہستہ اس کا خوف' اس کا غیر ضروری بڑھک جانا کم کر رہی تھی حالانکہ ایسا رے کو لگتا تھا سکندر ویسا ہی تھا ایک انچ نہیں بدلا تھا بس وہ اپنی رے کی خاطر خود کو کنٹرول کرنے لگ گیا تھا وہ کنٹرول کرنا سیکھ رہا تھا۔ رے کی ایک ایک خواہش کو وہ کامیاب بنانے کی کوشش کرتا تھا اور اگرچہ وہ اس میں کامیاب ہوتا یا نہیں ہوتا تھا مگر اپنی رے کو ضرور یقین دلاتا تھا۔ رے کی مسکراہٹ' رے کی بڑھتے کنفیڈنس پہ صرف اپنے غصے کو قابو کرنا تھا تو کون سی بڑی بات تھی۔

•••••••••••••••••••••••••••••••••••••••

••••••••••••••••••••••••••••••••

رمشا نے جیسے ہی کروٹ لی اور اپنا بازو سکندر کی طرف رکھا مگر خالی بستر نے اس کی آنکھیں کھولنے پہ مجبور کر دیا۔ مندی مندی آنکھوں سے وہ اُٹھی۔

"یااللہ داوود آپ تو مجھے کبھی نہیں اُٹھائیں گے۔"

خود سے بڑبڑاتے ہوئے وہ بستر سے اُٹھی اپنے سامنے والے کمرے کو دیکھا جو کہ حسبِ توقع بند تھا۔ جب کبھی ارہا روتی تھی' اسے بھوک لگتی تھی' یا اسے چینج کی ضرورت پڑتی تو رمشا کے بجائے ہمیشہ سکندر اُٹھتا تھا۔ جو کام رمشا کو کرنے چاہیے تھے وہ پورے پانچ مہینے سے سکندر ہی کرتا آ رہا تھا۔ مجال ہے کہ اپنی بیٹی کا ایک بھی کام رمشا کو کرنے دیا ہو۔

وہ تو الٹا کہتا تھا کہ اسے اس کام کی نالج زیادہ کیونکہ اس نے بختاور کو پالا ہے اور تو اور ہزار کتابیں اس نے بیبیز کے حوالے پورے نو مہینے پڑھ ڈالی۔ اگر بے بیز پہ پی ایچ ڈی کہا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ رمشا نے دروازہ احتیاط سے کھولا تو اندر جھانکا ارہا کے روم کے درمیان پڑا راکنگ چیر پہ بیٹھا سکندر ارہا کو اپنے سینے سے لگائے سو چکا تھا۔ رمشا کے چہرے پہ بڑی گہری مسکراہٹ آئی۔ سکندر کے بال الجھے ہوئے تھے (ارہا اکثر اپنے بابا کے بال کھینچا کرتی تھی یہ اس کا پسندیدہ کام تھا) کالے شلوار قمیض کے اوپری بٹن کھلے ہوئے تھے۔ اس کی آنکھوں کے نیچے گہرے حلقے تھے۔ وہ ارہا کے بعد مجال ہے صحیح سے سویا ہو۔۔۔ مگر پھر بھی وہ بہت زیادہ پیارا لگ رہا تھا۔ باپ کے روپ میں تو ایک الگ ہی بات تھی۔ دروازے کے ساتھ لگی وہ مسمرائز ہو کر سکندر کو دیکھ رہی تھی پھر اسے اس پر ترس آیا۔ آگے بڑھ کر وہ ارہا کو اُٹھانے کے لئے بڑھی کہ سکندر کی تیزی سے آنکھیں کھلیں۔

"تم کیوں اُٹھ گئی؟ یہ سو گئی تھی۔"

وہ بہت آہستگی سے ارہا کا سر اور کمر پکڑتے ہوئے اُٹھا۔ رمشا پیچھے ہوئی۔

"مجھے دے دیں۔ ویسے بھی صبح کے چھ بج رہے ہیں۔ اس نے آدھے گھنٹے کے بعد ویسے بھی اُٹھ جانا ہے۔"

"نہیں اسے سونے دو رات بھر صبح سے نہیں سوئی اور تم تو ابھی سوئی ہو ویسے بھی تمھیں تنگ کرے گی اور میں نہیں چاہتا یہ تمھیں ذرا سا بھی کچھ کہے۔"

جی ہاں سکندر کو جتنا اپنی بیٹی سے پیار تھا اتنا رے کے حوالے سے اسے اکسٹرا میل بھی کر جاتے تھے وہ بھی نہ چاہتے ہوئے بھی۔ (سکندر بھا اور ان کی ٹرامپلنگ سیشن)

دھیمی آواز میں بولتا وہ کریب کے پاس آیا اور اسے احتیاط سے لٹایا۔

"ارہا کے بابا پلیز جا کر سو جائیں اور یہ کیا کیا اس نے آپ کی قمیض کا۔" رمشا مسکرا کر کہتے ہوئے سکندر کی قمیض کی طرف اشارہ کرنے لگی جہاں پہ پاوڈر گرا ہوا تھا۔

"مجھے رے کا دادو بولا کرو یہ کیا نام ڈال دیا ہے تم نے۔"

سکندر نے اسے گھورا۔ رمشا ہنس پڑی۔

"آپ کو دادو نام تو سخت بُرا لگتا ہے اور یہ کیا دوہری شخصیت بنا لی کبھی بیٹی آپ کی سب کچھ ہوتی کبھی آپ کی ٹرامپلنگ کی وجہ۔"

ارہا کے ہاتھ ذرا سے ہلے۔

"باہر چل کر بات کریں رے۔ اس کی نیند بہت کچی ہے میں نہیں چاہتا میری پرنسس ابھی اُٹھ جائے اور اس پرنسس کا سبب تم ہو اس کے شور سے تمھارا مائیگرین بھی بڑھ سکتا ہے۔"

اللہ!

رمشا نے اپنی آنکھیں گھمائیں اور کریب پر جھک کر ارہا کا ماتھا چوما۔ وہ ہلکہ سا کسمائی۔ گلابی رنگ' سکندر کے ہو بہو نقش۔ سکندر کی طرح کالے گھنے بال' گھنے بھنویں بس رمشا کے ہونٹ اس پہ گئے تھے باقی وہ پوری کی پوری سکندر کی کاربن کاپی تھی۔

وہ کمرے میں آئی تو سکندر اپنی گردن دبا رہا تھا۔ بیڈ پہ جانے لگا کہ رمشا نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔

"بیٹھیے!!! کندھے دباؤں۔۔۔اب سے یہ ماوں والا رول ختم اب تو بیچارے لوگ بھا کی شکل دیکھ کر ترس گئے ہیں۔ اور میں وعدہ کرتی ہوں آپ کو پوری توجہ دوں گی۔ ارہا سے پہلے آپ میری پہلی پراوریٹی ہونگے۔۔۔یہ تو غلط بات ہوئی ناوہ آپ کی فیورٹ ہو جائے گی اور مجھے تو وہ پوچھے گی نہیں۔" سکندر ہنس پڑا۔

"تم میری فیورٹ ہو نا رے بس تمھیں بس سکندر چاہیے اور کچھ نہیں۔"

You're to much extra اچھا اب بیٹھیے۔

سکندر بنا چوچراں کیے بیٹھ گیا واقعی وہ بہت تھکا ہوا فیل کر رہا تھا ورنہ وہ رے کو کبھی نہ کہتا اس کے کندھے دبانے کو۔ رمشا اس کے پیچھے گھٹنے کے بل بیٹھی۔

"اب تو دل ہی نہیں کرتا کہیں جاوں' کسی سے لڑوں' کسی سے اونچی آواز میں بات کروں۔ اپنا رعب تو جیسے پرنسس کے آنے کے بعد بھول ہی گیا ہے۔"

"واہ جب میں کہتی تھی کہ یہ خطرناک رول چھوڑ دیں تب نہیں مانے۔ بیٹی کی وجہ سے اب محسوس ہونے لگا کہ اب جو کام کر رہے وہ کسی خطرے سے کم نہیں ہے۔ میرے بیچارے ماموں' حنان بھائی منتے کرتے رہے لیکن کی اپنی کی اپنی۔ اب تو کرنا پڑے گا ملک کا معاملہ ہے۔"

سکندر ہنس پڑا۔ اس نے رمشا کا ہاتھ پکڑا اور اسے احتیاط سے کھینچ کر اسے اپنے گود میں بیٹھایا اس کا ماتھا چوم کر بولا۔

"کبھی کبھار دل کرتا ہے یہ سارا مشن یہ ساری ڈیوٹی چھوڑ کر تم دونوں کو لے کر یہاں سے بہت دور چلا جاوں مگر صوفی کا چہرہ مجھے ہمیشہ روک دیتا ہے۔ مجھے آگے بڑھنے نہیں دیتا۔

بُرائی کی شکل میں یہ اہم کرنا اب میرے خون میں شامل ہو گیا ہے۔اس سے میں پیچھے ہٹ نہیں سکتا رے۔ہاں اس کا اثر میں تم دونوں پہ نہیں پڑنے دوں گا۔جیسے بختاور پہ پڑنے نہیں دیا۔میری زندگی میں نہ صرف صوفی کی روح کو سکھ چین دینا ہے بلکہ تم دونوں کو عزت ' محبت اور تحفظ دینا ہے اور یہ مرتے دم تک کرنا ہے۔" رمشا مسکرائی اپنی پیشانی اس کی ساتھ ٹکرا کر اس کی ناک کو چھوا۔

"آئی نو مائی جینٹل مین کروک یو ردی بیسٹ اور مجھے تم پر فخر ہے۔" سکندر کھل کر مسکرایا۔

جھک کر اسے پیار کرنے لگا کہ ارہا کے رونے پہ دونوں نے اُف کہا!!!

"اب مجھے یہ لڑکی بُری لگ رہی ہے۔"

سکندر کو غصہ آیا۔رمشا نے اسے گھورتے ہوئے انگلی دکھائی۔

"خبردار آپ نے میری بیٹی کو بُری کہا۔توبہ بیٹی پہ ایک طرف جان چھڑکتے ہیں دوسری طرف پتا نہیں بیٹا ہوتا تو کیا کرتے۔"

"اسے سبق سکھاتا۔۔۔یہ بچے کہا تھا نا ہم ایسے ٹھیک ہیں۔" وہ بیچارگی سے بولا۔

"نہیں ہم ایسے مکمل ہیں۔"

رمشا نے مسکرا کر اسے گال پہ ہولے سے ہاتھ مارا اور اُٹھی۔سکندر نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

"بیٹھو میں دیکھتا ہوں۔"

"نو وے۔"

"رے۔"

"سکندر!"

دونوں ہی اس کے رونے پہ بھاگے اور ساتھ میں ایک دوسرے کو روکا بھی۔

•••••••••••••••••••••••••••••••••••••

"ارہا کو ٹھیک سے پکڑو!! صحیح سے پکڑنا نہیں آتا۔"

ارہا کے باول کو اچھی طرح صاف کرتے ہوئے اس نے حداد کو دیکھا جس نے ارہا کو ایک بازو میں پکڑے اسے اپنی کمر سے لگائے اس مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔ فوجی ہیر کٹ' اور ہلکی سی شیو میں حداد کافی بدلے ہوئے روپ میں دکھائی دے رہا تھا۔ سکندر کی بات پہ حداد نے اپنی آنکھیں گھمائیں۔

"ٹھیک سے پکڑا ہے میں نے۔ تمھیں کہا تھا کہ میں اس کا سیرِ لیک بنادیتا ہوں مگر اپنے ہاتھ کے علاوہ تو تمھیں کوئی تسلی ہوتی ہی نہیں ہے۔ کیوں ارہا؟"

ارہا منہ میں انگلی ڈال کر کھلائی۔ یلیو سُن ڈریس اور کالے بالوں میں ہیر کیچ پہنے وہ سکندر کی شہزادی لگ رہی تھی۔

"ارے واہ آج ارہا صاحبہ اپنے نانا کے ساتھ۔ بھا صاحب نے اجازت کیسے دے دی۔"

حنان پولیس یونی فورم میں ملبوس کچن میں داخل ہوا تو سکندر کو کام کرتا ہوا اور حداد کو ارہا کو پکڑے دیکھ کر اسے چھیڑے بغیر نہ رہ سکا۔

"اب تم نے مجھے اس بچی کا نانا کہا حنان تو تمھاری گردن مڑور دوں گا۔ یا سید ھا شوٹ کردوں گا۔"

بیچارا بولتا اونچی آواز میں تھا تو لگتا تھا کہ دھاڑ رہا ہو۔ ارہا ایک دم گھبرا گئی مگر تھی وہ سکندر کی بیٹی زرا جو روئی ہو۔

"حداد!!!"

سکندر نے اسے تنبیہ نظروں سے دیکھا۔

"میری بیٹی کے سامنے ایسی وائلنس باتیں اور اونچی آواز میں باتیں نہیں کروگے تم دونوں سمجھے !!! "

اس نے چمچ سے سیریلیک کا پیسٹ بنایا۔

"میں کیا کہہ رہاہوں یہ جو تمھارا ہونے والا داماد ہے ازل سے بد تمیز انسان ہے۔لاؤ میری بھتیجی کو دو۔"

حداد نے گھور کر نا چاہتے ہوئے حنان کو ارہا پکڑائی۔حنان نے ارہا کے گال چومی۔

"ویسے یار ایسے کام مت کیا کرو ورنہ آگے جا کر عینہ مجھ سے ایسی توقع لگا کر بیٹھ جائے گی جو کہ میں پوری نہیں کر سکوں گا۔"

"گن ہوسٹلر سے گن نکالو!!! اور لاؤدو کسی کو طریقے سے بچہ اُٹھانا بھی نہیں آتا ایسے وہ الٹی بھی کر سکتی ہے۔"

سکندر نے تیزی سے کہا اور ارہا کو احتیاط سے پکڑا کیسے وہ کرسٹل کی ہو۔

"توبہ ہم تو بھول گئے بچوں کے ایکسپیرٹ ہو تم۔میں نے تو فیصلہ کر لیا کہ میرے بچے کو تم ہی پالا نہ۔۔۔بہت اچھے نینی ثابت ہو گے۔"

سکندر نے ارہا کو بے بی سیٹر پہ بیٹھایا اور اس کو بب پہنا کر گھورتے ہوئے دیکھا۔اب بیٹی کے سامنے وہ اس کا منہ بھی نہیں توڑ سکتا تھا نہ غصے سے کچھ کہہ سکتا تھا۔حداد ہنس پڑا' سیپ کر سٹل کے کہ باول سے اُٹھا کر کھانے سے پہلے بولا۔

"رہنے دو حنان ورنہ تمھارے بچے تمھیں بھول کر اس کو اپنا سب کچھ مان لیں گے۔بلکہ اپنی ماں کو چھوڑ کر اسے ماما بلانے لگ جائے گے۔یہ سب کی ماں بن کر انھیں پالے گا اور ان کو بگڑا ہوا بنا دے گا۔"

اب کی بار حنان اور حداد قہقہ لگا کر ہنس پڑے۔سکندر نے ان دونوں کو اپنی بھاوالی نظروں سے دیکھا۔تو دونوں کو اپنی ہنسی کو روکنے پڑا بلکہ حنان تو باقائدہ گھورا۔

"ابھی ریکارڈنگ بھیجتا ہوں اپنی بخت کو وہ بیچاری جو تھوڑا بہت تمھارے لئے راضی ہو رہی ہے یہ بات سُن کر تو فوراً انکار کر دے گی۔"

"جیسے میں اس کا انکار سُن لوں گا۔مجھے دھمکی مت دیا کرو۔"

"اگر میری بیٹی اس وقت موجود نہ ہوتی تو تم دونوں کے منہ توڑ دیتا باہر نکل جاو تاکہ سکون سے میں اپنی بیٹی کو کھانا کھلا سکوں۔"

"ڈیوٹی کرنی ہے بھا صاحب کے ساری زندگی بس بیٹی کے نخرے اُٹھاتے رہو گے تاکہ وہ کل کو کسی اور کے بال نوچے۔" حداد کی بات پہ وہ ہنسا۔ارہا باپ کو دیکھ کر فوراً تالی مارنے لگی ۔سکندر اس کے خوش ہونے پہ مزید کھل کر مسکرایا اب تو آنکھوں میں چمک بھی آگئی۔اس کا سر چومتے ہوئے بولا۔

"ڈیوٹی سے پہلے میری بیٹی کا خیال رکھنا ضروری ہے۔اور ظاہر ہے کسی ایرے غیرے کی نہیں بھا کی بیٹی ہے۔میری رے کا عکس ہے۔"

"بیچاری ماں کو تو بھی ڈیوٹیز نبھانے کا موقعہ دو یار۔ورنہ عینہ میرے بال نوچے گی۔"

"اس سے میں وعدہ کر چکا ہوں کہ حنان تمھارا ساتھ بالکل دے گا اور تمھیں اکیلا نہیں چھوڑے گا اگر اس نے ایسا نہ کیا تو میں اس کی ٹانگیں توڑ دوں گا تم آج جہاں پر ہو میری وجہ سے ہو۔" حداد نے مسکراہٹ دبا کر حنان کو دیکھا جس نے خنخوار نظروں سے سکندر کو دیکھا ۔

"بہت شکریہ جتانے کا وہ بھی اتنے عرصے کے بعد۔"

"منشین ناٹ۔۔۔پرنسس اور تو نہیں کھانا۔۔۔اب چلو ماما کے پاس لے کر چلتے ہیں۔تم لوگ نکلو میں جاوید کے ساتھ آوں گا۔" اس نے دس بارہ چیچ کھلانے کے بعد اس کا منہ صاف کرتے ہوئے کہا۔

"لو جی اگر ایسا تھا تو ہم کسی خوشی میں آئے۔"

"بس میری بیٹی سے ملنے اس لئے۔" اسے سیٹر سے نکالا کر اس نے ایک نظران کو دیکھتے ہوے کہا۔

"ماما مجھے تو سکندر مجال ہے کہ کوئی کام کرنے دیں۔ سارا کام انھوں نے ارہا کے لئے ہوے ہیں۔ کسی کے ہاتھ سے تسلی ہی نہیں ہوتی جب تک ارہا کا یا میرا کوئی کام نہ کرے گھر سے نکلتے نہیں۔ چلیں ایک مہینہ تو سمجھ آتا یہ پانچ مہینے مسلسل وہی روٹین کہی بیمار نہ ہو جائیں۔"

"ایک کام کرو مشی تم اور ارہا کراچی آجاو اس طرح سکندر بھی ریلیکس ہو جائے گا اور زرا روٹین سے ہٹے گا۔ تو نارمل ہو گا۔"

"پچھلے پانچ مہینے سے بول رہی ہوں لیکن بہت بڑا 'نو' ملتا ہے۔ وہ الٹا کہتے ہیں کہ امی یہاں پہ آجائے مگر میں اور ارہا بالکل یہاں سے کہی نہیں جائے گے جمال ماموں کے گھر بھی بامشکل جانے دیتے ہیں وہ بھی حداد ماموں کے اصرار پر۔"

"بات کر کے دیکھو نا بیٹا یا میں بات کرتی ہوں کب سے ترس گئی ہوں میں۔"

"اچھا اچھا ٹھیک ہے(اس نے مڑ کر دیکھا سکندر ارہا کو پکڑے مسکرا کر بھنویں اچکا کر پوچھا 'کون ہے؟")

میں بات کرتی ہوں داود سے۔ نہ مانے تو آپ سے بات کرواوں گی اللہ حافظ۔"

"ناشتہ ہو گیا اب بس!!! لائے اسے مجھے دیں۔ مجھے تو یہ ڈر ہے کہ یہ آپ سے اتنا اٹیچ اور آپ کے اتنی عادی ہو جائے گی کہ یہ اپنی ماں کو بھول جائے گی۔"

رمشا نے اپنی بیٹی کو سکندد سے لیا اور اسے پیار کرتے ہوے سکندر سے کہا۔ سکندد نے اسے گھورا۔

"ایسا تمھیں لگتا ہے میں ہونے دوں گا۔ بس میں تمھیں تنگ نہیں کرنا چاہتا۔ یہ نہیں ہے کہ اسے تم سے دور کر رہا ہوں۔ رے تم نے نو مہینے سفر کیا ہے۔ اس کے بعد تمھارا وہ درد ڈیلیوری کے ٹائیم مجھ سے دیکھا نہیں گیا۔ تم نو مہینے نہ صحیح سے کچھ کھا سکی' نہ سو سکی۔۔۔ ایک ایک منٹ بعد تمھاری ایسی حالت ہو جاتی تھی کہ مرنے کے قریب ہو جاتا تھا۔ بس فیصلہ کیا کہ جیسے ہی بے بی ہو گا تمھیں کوئی ٹینشین نہیں دوں گا۔"

"ان دنوں آپ نے میرا بہت خیال رکھا ہے داود بلکہ آپ تو ہمیشہ رکھتے لیکن آپ بھی میرے ساتھ جاگے رہے۔ میرے ساتھ خود بھی کچھ نہیں کھایا۔ طبیعت میری خراب ہوتی تھی تو حالت آپ کی بھی کم نہیں بگڑتی تھی۔ اس لئے اب بس اپنے نارمل روٹین پہ آئے اس کے لئے مجھے ممی کے پاس جانے دیں۔"

اس نے معصوم بلی کی طرح آنکھیں نکال کر سکندد سے فرمائش کی۔ سکندد کے ماتھے پہ بل آگئے۔ ارہا نے رمشا کی گردن میں منہ دے دیا تھا اور بلی کی طرح آوازیں نکالنے لگی تھی۔

A big fat ' NO '

سکندر کی بات سُن کر رمشا نے اپنی آنکھیں گھمائیں۔

"پلیز ارہا کے پاپا۔"

"نو بھئی میں مشکل سے تمھیں تمھارے ماموں کے گھر جانے دیتا ہوں وہ پورا ٹائیم میں فکر میں گزار دیتا ہوں اور تم کہہ رہی ہو کراچی۔۔۔ اور وہ بھی ظاہر ہے ایک دن کے لئے تو ہر گز نہیں ہو گا۔"

"سکندر مہینہ پلیز مجھے ماما کے پاس جانا ہے بابا بھی مس کر رہے ہیں مجھے۔"

سکندر کے چہرے پہ ڈروانے ایکسپریشن آگئے جیسے رمشا نے ناممکن سی بات کہہ دی ہو۔

"سوری نو نیور آنٹی کی ٹکٹ میں بک کرواتا ہوں وہ یہاں پہ آجائے مگر تم وہاں پہ نہیں جاو گی ۔حالات ہیں کراچی کی۔"

سکندر کا فون کچن کاؤنٹر پہ بز ہو رہا تھا۔جب کچن سے نکلتے ہوئے حداد رُک گیا مڑ کر دیکھا تو بنا سوچے سمجھے فون کی طرف آیا۔فون کو دیکھا تو بختاور کی تصویر آرہی تھی۔یہ اس کی نئی تصویر تھی۔اس کے بال کافی چھوٹے ہو گئے تھے' اس نے گلے میں بلیک فروالا سکارف پہنا ہوا تھا۔چہرے پہ گہری مسکراہٹ تھی مگر آنکھوں میں عجیب سی اُداسی تھی۔وہ کافی بدلی ہوئی دکھائی دے رہی تھی مگر حداد کو ویسے ہی پرانی بخت دیکھی۔اس کی تصویر کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اس نے فون اُٹھالیا۔

"ماما bubba تو پیلے ڈریس میں سُن فلاور لگ رہی ہے مگر کچھ زیادہ موٹی ہے آپ کی بیٹی میں لارج سائز بھیجا تھا مگر اسے وہ بھی تنگ۔اللہ اس کے گال میرا دل کرتا فوراً ٹکٹ بک کرواو اور اُڑھ کر پاکستان آجاوں۔"

"تو آجاو۔"

گھمبیر آواز میں بولتا وہ لندن کی سٹریٹ میں چلتی بخت کو ساکت کر گیا تھا۔

"پورا سال ہو گیا بخت اب تو آجاو انتظار بہت مشکل ہے میرے لئے۔" حداد گہرا سانس لیتے ہوئے بولا۔اس کے لہجے میں درد تھا۔وہ دور سے محسوس کر سکتی تھی۔زور سے سر جھٹک کر اس نے خود کو ڈپٹا اور بنا کسی احساس کے اسے سُنتی گئی۔

"آآپ۔۔۔آپ کو فون۔۔۔"

"کب تک مجھے سزا دیتی رہو گی بخت۔جانتی ہو ایک سال میں کتنے عذاب میں رہا۔ہر گزرتی رات میرا گلٹ بڑھتا جاتا ہے کہ آخر میں نے تمھیں دھوکہ کیوں دیا حالانکہ میری نیت بُری نہیں تھی بخت۔میں یہ سب کرنے پہ مجبور تھا۔اگر تم کہتی ہو کہ سکندر کے آگے

جھک جاوں تو وہ بھی کر لوں گا پہلے ہی اس کے احسان تلے دبا ہوں اس سے پیر پکڑ کر معافی بھی مانگ چکا ہوں دوبارہ تمھارے سامنے ہزار بار کروں گا جانتا ہوں اس کی نیکی کے آگے بہت کم ہے لیکن جب تک تم راضی نہیں ہو جاتی میں یہ کام کروں گا مگر اب پلیز واپس آجاو "۔

بختاور کی آنکھیں نم ہو گئیں مگر جب بولی تو آواز اس کی بڑی مضبوط تھی۔

"آپ نے تو کہا تھا آپ ساری زندگی میرا انتظار کریں گے ابھی سے تھک گئے۔"

"تھکا نہیں ہوں بخت عذاب میں ہوں کہنا آسان تھا مگر اس سب سے گزرنا بے حد کھٹن ہے لیکن فکر مت کرو میں انتظار کروں گا۔ تمھارے لئے ضرور کروں گا۔"

بختاور نے آگے سے کوئی جواب نہیں دیا اور فون کاٹ دیا۔ حداد نے آنکھیں زور سے میچ کر بند فون کو دیکھا پھر رکھنے لگا کہ سکندر کے فون پہ میسج آیا۔

"ماما میری بکنگ کر دیں۔ میں بابا سے ملنا چاہتی ہوں۔" حداد کے چہرے پہ گہری مسکراہٹ آگئی۔ ایک کالی آنکھ اس بات پر چمک اُٹھی۔ تو بلا آخر وہ اس کا انتظار ختم کر رہی تھی۔ وہ ابھی بھی اسے اتنا ہی چاہتی تھی جتنا کہ سال پہلے۔

"تھینک یو بختاور۔"

فون کو بند کر کے وہ سوچتے ہوئے سامنے شاہد کو دیکھنے لگی۔

"میں جانتی ہوں آپ بہت مجبور تھے حداد لیکن میں آپ کو تب تک معاف نہیں کروں گی جب تک آپ کو احساس نہ ہو جائے کہ عورت کا دوسرا نام قربانی تو ہے مگر میری ڈکشنری میں اس کا دوسرا نام مضبوطی ہے' بہادری اور عزت ہے۔ میں نے جھکنے کی غلطی کی تھی۔ اب آپ کو جھکنا ہو گا۔"

اسے ایرپورٹ پہ کیے گئے اپنے یہ جملے یاد تھے۔اس پہ وہ ابھی تک قائیم تھی۔وہ واقعی حداد کو آزمانے آ رہی تھی اس کو بخشنے نہیں۔

"اگر آپ کی بیٹی بھی کہیے تب بھی نہیں مانے گے۔"

رمشا نے ارہا کا ہاتھ سکندر کی طرف اشارہ کرتے ہوے کہا۔

"نہیں!!! "

رمشا نے منہ پھولا لیا۔ارہاماں کے پھولے ہوے چہرے کو دیکھ کر اپنی انگلی سے اس کے ہونٹ چھونے لگی۔

"پلیز۔۔۔۔۔۔"

"سوری! میں اب جارہاہوں۔اس کو ٹائیم بھی کھانا کھلانا اور خود بھی ٹائیم سے کھانا کھالینا خبردار ڈائیٹنگ کی چکروں میں پڑی۔"

اس کو پیار کرتے ہوے اس نے ارہا کا ماتھا چوما اور گھڑی پہن کر وہ نکل پڑا۔

"تمھارے ڈیڈی اتنے ان ریز نیبل کیوں ہیں؟ بولو!! بتاؤ!! " وہ بیٹی کو گدگداتی ہوے اس کے گال پاگلوں کی طرح چومتے ہوے بولی۔

رمشا کا اس کے بیس منٹ بعد فون بز ہوا۔اس نے فون چیک کر دیکھا۔سکندر کا مسیج آیا تھا۔

"پیکنگ کر لینا بس صرف ایک ہفتہ!!!! "

رمشا کا حیرت سے منہ کھل گیا۔

"یہ سکندر نے ہی مسیج کیا ہے۔ایسا تو ہو نہیں سکتا۔"

"اس بار تمھاری ممی نے مجھے ٹرامپل کیا ہے۔"

اس نے بے یقینی سے سکندر سے فون کرتے ہوئے کنفرمیشن لینی چاہی تو سکندر نے بگڑتے ہوئے کہا۔

"ارے میری ممی تو بڑی تیز نکلی کیا کہتی ہیں۔"

"کہتی ہیں کہ میں نے ان کی بیٹی کو اتنا عرصہ ان سے جدا کیا ہے۔اگر میں ان کی جگہ خود کو رکھ کے سوچتا تو کیا کیفیت ہوتی۔"

رمشا ہنسی۔

"کیا ہوتی؟"

Worse

"میں تو پاگل ہو جاتا۔دنیا کو تہس نہس کر دیتا۔اس لئے سوچا کہ اتنا تو حق بنتا ہے ان کا ویسے بھی ہمیشہ کے لئے ان کو تم سے چھین لیا۔"

"بچو وہ وقت دور نہیں جب ارہا کو کوئی آپ سے چرا کر لے جائے گا۔"

"فضول مت بولو رے!!! میں کسی کو نہیں دوں گا۔اور کوئی سکندر رہا سے لینے کی کوئی جرات بھی نہیں کرے گا۔وہ ساری زندگی ہم دونوں کے ساتھ رہے گی۔اب رکھو ورنہ میں اپنا ارادہ بدل دوں گا۔"

"ٹرامپلنگ گائے!!! "

"اچھا رے؟"

"ہوں۔"

"تم کس کی ہو۔"

"میں!! "

"ہاں تم" وہ شرارت سے مسکرایا۔

"میں......."

I'm wife of a blessing in disguise whose a warrior , whose the beast , my baby's father ' my everything last but not at least my Gentleman lover

"قرباقربورے۔" وہ یہ لفظ سُن کر ہنس پڑی۔اُف سکندر ایک بار ہی یہ لفظ ٹھیک سے بول پایا تھااس کے بعد سے اس کے منہ سے ہمیشہ اس نے قرباقربو ہی سُنا تھا۔اس کا معصوم سا شیرو۔

"شیرو!! " سکندر فون رکھنے لگا تو رمشا نے اسے روکا۔

"جی جانِ شیرو۔" وہ تو اس کے روکنے پر فدا ہو گیا۔

"تم واقعی ہمیں جانے دے رہے ہو یا میں اُمید رکھوں کہ تم وہاں ہو گے۔"

"یو نو ویری ویل لیڈی۔"

رمشا سمجھ گئی وہ ضرور وہاں پہنچ جائے گا وہ ان دونوں کے بغیر تو بالکل نہیں رہ سکتا تھا یہ نہیں تھا کہ وہ تنگ نظر تھا۔بس وہ ان کو کھونے سے ڈرتا تھا اور رمشا کو یہ ڈر دل و جان سے بھی زیادہ پیارا تھا۔

¥¥¥¥¥¥¥¥¥¥¥¥¥¥¥¥¥¥¥¥¥¥

وہ بختاور کو لینے ایرپورٹ آیا تھا۔اسی جگہ جہاں وہ اسے چھوڑ کر گئی تھی۔سکندر سے اس نے منت نہیں کی تھی اس لے کر آنے کی بلکہ سیدھا کہا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ وہ اکیلے جائے گا سکندر کی ڈیوٹی اب ختم۔۔۔اب بختاور اس کی ذمہ داری تھی۔سکندر نے اسے آنکھیں دکھائیں تھیں مگر کچھ کہا نہیں تھا۔اسی نے بختاور کے لئے حداد کو چُنا تھا۔حداد سے بہتر کوئی آپشن ہی نہیں تھی۔وہ واقعی اس کی بھانجی سے سچی محبت کرتا تھا۔بختاور کی چوائس صوفی جیسی نہیں

تھی۔ایرپورٹ پہ کھڑا وہ پھولوں کے بجائے ایک ہاتھ میں پوسٹر موجود تھا جسے رول کیا گیا تھا۔۔دوسرے میں اس کا فیورٹ برگر کا چھوٹا سا پیپر بیگ پکڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔بختاور کے معاملے وہ واقعی الگ ثابت ہوا تھا۔۔وہ رومینٹک سے زیادہ کیرنگ تھا۔۔یہی تو ادا اس کی مختلف تھی۔

بختاور ٹرالی گھسیٹتی ہوئی اسے اِرائیول ڈیپارٹمنٹ سے نکلتی دکھائی دی۔پنک اینڈ پرپل سٹائلش ڈریس میں وہ بیحد مختلف مگر پیاری لگ رہی تھی۔

حداد اسے دیکھ کر کھل کے مسکرایا۔اس نے پوسٹر کھول کر دونوں ہاتھوں میں پکڑا۔۔بختاور اس کے نئے لک پہ اسے پہچان نہ پاتی مگر چونکہ وہ پوسٹر کھول چکا تھا اس لئے وہ اس کی طرف فوراً متوجہ ہو چکی تھی۔وہ حداد کی پرانے حلیے والی تصویر تھی۔۔اس پر بڑا سا ریڈ کراس لگا ہوا تھا۔۔اور نیچے سفید حرف میں لکھا ہوا تھا۔۔"سوری"۔۔اب بختاور دیکھ چکی تھی بس اس نے جلدی سے پوسٹر فولڈ کر دیا۔۔مزید وہ کسی کو اپنی طرف متوجہ نہیں کرنا چاہتا تھا پہلی ہی بخت کو منانے کے لئے ایسی بونگی حرکت کر چکا تھا۔

"کیسی ہو؟" وہ اس کے سامنے آیا۔

بختاور اسے اگنور کر کے اپنے ماما کو تلاش کرنے لگی۔۔۔

"بخت پہچانا نہیں ڈاکٹر کو۔" وہ ابھی بھی مسکرا رہا تھا۔وہ اب کچھ زیادہ ہی مسکرانے لگا تھا۔

"سوری میں آپ کو نہیں جانتی۔"

وہ نروٹھے پن سے کہتے ہوئے آگے چلنے لگی کہ حداد نے ٹرالی پکڑ کر اسے روکا۔

"تمھارے ماما نہیں آئے۔۔۔ان کو ڈھونڈنا بند کر دو۔۔۔"

وہ کہتے ہوئے پوسٹر ٹرالی میں رکھ چکا تھا اور اسے برگر والا بیگ دیا۔بختاور اسے تیز نظروں سے دیکھنے لگی۔

"او مجھے اس لئے غصے سے دیکھ رہی ہو کیونکہ میں نے حلیہ بدل لیا ہے۔۔۔ کوئی بعد نہیں اب تم آگئی ہو میں پھر سے ویسی ملنگ بابا بن جاوں گا۔۔۔اب چلیں۔۔۔۔"

"میری بلا سے آپ چھیلے ہوے الو بن جائے' یا وحشی ریچھ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔"

وہ کہتے ہوے آگے چلنے لگی۔۔۔ حداد دھیمے انداز میں ہنسا۔۔۔

"یہ لڑکی کبھی نہیں بدلے گی۔۔۔"

لیکن حداد چاہتا بھی نہیں تھا کہ یہ بدلے۔۔۔یہی ادا حداد کو اس کی بھاتی تھی۔۔۔

اس کی بخت اس کے لئے واپس آگئی تھی۔۔اب اس کو منانا کونسا مشکل تھا۔۔۔جب یہاں تک لے آیا تو پھر اپنا بھی بنا کر رہے گا۔۔۔۔وہ مسکراہٹ دباتے ہوے اس کے پیچھے چلنے لگا

۔۔۔۔

وہ بختاور کو لینے ایر پورٹ آیا تھا۔سکندر سے اس نے منت نہیں کہی تھی اس لے کر آنے کی بلکہ سیدھا کہا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ وہ اکیلے جائے گا سکندر کی ڈیوٹی اب ختم۔۔۔اب بختاور اس کی ذمہ داری تھی۔سکندر نے اسے آنکھیں دکھائیں تھیں مگر کچھ کہا نہیں تھا۔اسی نے بختاور کے لئے حداد کو چُنا تھا۔حداد سے بہتر کوئی آپشن ہی نہیں تھی۔وہ واقعی اس کی بھانجی سے سچی محبت کرتا تھا۔بختاور کی چوائس صوفی جیسی نہیں تھی۔ایر پورٹ پہ کھڑا وہ پھولوں کے بجائے ایک ہاتھ میں پوسٹر موجود تھا جسے رول کیا گیا تھا۔۔۔دوسرے میں اس کا فیورٹ برگر کا چھوٹا سا پیپر بیگ پکڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔بختاور کے معاملے وہ واقعی الگ ثابت ہوا تھا ۔۔۔وہ رومینٹک سے زیادہ کیر نگ تھا۔۔۔یہی تو ادا اس کی مختلف تھی۔

بختاور ٹرالی گھسیٹتی ہوئی اسے اِرائیول ڈیپارٹمنٹ سے نکلتی دکھائی دی۔پنک اینڈ پرپل سٹائلش ڈریس میں وہ بیحد مختلف مگر پیاری لگ رہی تھی۔

حداد اسے دیکھ کر کھل کے مسکرایا۔اس نے پوسٹر کھول کر دونوں ہاتھوں میں پکڑا۔۔۔بختاور اس کے نئے لک پہ اسے پہچان نہ پاتی مگر چونکہ وہ پوسٹر کھول چکا تھا اس لئے وہ اس کی طرف فوراً متوجہ ہو چکی تھی۔وہ حداد کی پرانے حلیے والی تصویر تھی۔۔۔اس پر بڑا سا ریڈ کراس لگا ہوا تھا۔۔۔اور نیچے سفید حرف میں لکھا ہوا تھا۔۔۔"سوری"۔۔۔اب بختاور دیکھ چکی تھی بس اس نے جلدی سے پوسٹر فولڈ کر دیا۔۔۔مزید وہ کسی کو اپنی طرف متوجہ نہیں کرنا چاہتا تھا پہلی ہی بخت کو منانے کے لئے ایسی بونگی حرکت کر چکا تھا۔

"کیسی ہو؟" وہ اس کے سامنے آیا۔

بختاور اسے اگنور کر کے اپنے ماما کو تلاش کرنے لگی۔۔۔

"بخت پہچانا نہیں ڈاکٹر کو۔" وہ ابھی بھی مسکرا رہا تھا۔وہ اب کچھ زیادہ ہی مسکرانے لگا تھا۔

"سوری میں آپ کو نہیں جانتی۔"

وہ نروٹھے پن سے کہتے ہوئے آگے چلنے لگی کہ حداد نے ٹرالی پکڑ کر اسے روکا۔

"تمھارے ماما نہیں آئے۔۔۔ان کو ڈھونڈنا بند کر دو۔۔۔"

وہ کہتے ہوئے پوسٹر ٹرالی میں رکھ چکا تھا اور اسے بر گروالا بیگ دیا۔بختاور اسے تیز نظروں سے دیکھنے لگی۔

"او مجھے اس لئے غصے سے دیکھ رہی ہو کیونکہ میں نے حلیہ بدل لیا ہے۔۔۔کوئی بعد نہیں اب تم آگئی ہو میں پھر سے ویسی ملنگ بابا بن جاوں گا۔۔۔اب چلیں۔۔۔۔"

"میری بلا سے آپ چھیلے ہوئے الو بن جائے' یا وحشی ریچھ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔"

وہ کہتے ہوئے آگے چلنے لگی۔۔۔حداد دھیمے انداز میں ہنسا۔۔۔

"یہ لڑکی کبھی نہیں بدلے گی۔۔۔"

لیکن حداد چاہتا بھی نہیں تھا کہ یہ بدلے۔۔۔یہی ادا حداد کو اس کی بھاتی تھی۔۔۔

اس کی بخت اس کے لئے واپس آگئی تھی۔۔اب اس کو منانا کونسا مشکل تھا۔۔۔جب یہاں تک لے آیا تو پھر اپنا بھی بنا کر رہے گا۔۔۔۔وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے اس کے پیچھے چلنے لگا
۔۔۔۔

جیسے ہی گاڑی سکندر ولا کے اندر داخل ہوئی۔بختاور کچھ بھی کہے بنا اُتری۔حداد کی مسکراہٹ ویسے کی ویسے تھی۔بخت اپنا بیگ کندھے کے ساتھ لٹکاتے ہوئے' پیچھے ڈگی کی طرف بڑھی ۔حداد بھی اسی وقت باہر نکلا۔

"ارے میڈم تم اندر جاو سب انتظار کر رہے ہو گے میں سامان لے جاوں گا۔۔۔" بخت نے اسے سرد نظروں سے دیکھا اور ڈگی کھول کر اپنا بیگ نکالنے لگی۔۔۔حداد نے اس کی مدد کرنا چاہا مگر بخت نے ہاتھ اُٹھا کر اسے اشارہ کیا کہ رُک جائے۔

"اوکے یو کیری آن اگر تمھارے ماما نے کچھ کہا تو مجھے نہ کہنا۔۔۔۔"

"بچے۔۔۔"

سکندر کی آواز پر حداد نے جہاں اپنی آنکھیں گھمائیں وہاں بختاور نے مڑ کر دیکھا سکندر گرے شرٹ اور بلیک پینٹ میں اپنی ڈیشنگ پرسنالٹی سمیت کھڑا' ارہا کو پکڑے اسے مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔حداد نے اپنے دانت پیسے کمینہ ہر جگہ میدان فتح کر لیتا ہے۔اس کے لئے کچھ چھوڑتا نہیں ہے۔بختاور کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیلی اور بیگ چھوڑ کر بھاگتے ہوئے بولی۔

"اومائی گاڈ یہ ہے موٹو سی جان جسے آپ ہر وقت ٹرامپل کرتے ہیں۔۔۔اللہ کتنی پیاری ہے لائے میری کزن دیں۔۔۔۔"اس نے تو ارہا پہ باقائدہ حملہ کر دیا تھا۔۔۔سکندر ہنسا۔

"ابھی بھی اسے ٹرامپل کر کے آیا ہوں میری بیوی چھین لی تھی آج تو میرے ہاتھ آ نہیں رہی تھی۔۔۔میں بھی اسی کا باپ تھا اُٹھا کر یہاں لے آیا مجھ سے تو ملو بچے۔۔۔۔"

مگر بخت نے سکندر سے ملنے کے بجائے ارہا کو اُٹھا لیا اور اس کے گال چومنے لگی۔۔

"اُف اتنی پیاری سی جان کو تنگ کرتے ہیں اتنے پیارے بے بی سے میں اتنے دنوں دور رہی

بااُف اس کے گال کتنے لال ہیں۔۔۔"

"اچھا اب میری بیٹی کو نظر تو نہ لگاؤ آؤ اندر تم کھڑے منہ دیکھتے رہو گے یا اندر آؤ گے۔۔۔"

اس نے حداد سے پوچھا جو ان دونوں کو گھور رہا تھا۔

"ظاہر ہے اندر تو آنا پڑے گا آخر کام کے سلسلے سے آیا ہوں اور کام کر کے جاوں گا۔"

سکندر نے اسے سخت نظروں سے گھورا جبکہ وہ بختاور کا بیگ اُٹھا کر اندر کی طرف بڑھا۔

"بختاز بیگ!!! اللہ میری جان آگئی۔۔۔اوے یہ کیا ارہا تو کسی کے پاس نہیں جاتی تھی

سوائے اپنے بابا کے لگتا ہے پہچان گئی کہ اس کی آپی آرہی ہے۔"

رمشا جو پاوڈر بلیو سٹائلش سے ڈریس میں تیار ہوئی کچن سے نکلی تھی تو اس نے بخت کو دیکھ کر

ہنستے ہوے آگے بڑھ کر بخت کو گلے لگایا اور اپنی بیٹی کو بخت کی باہوں میں دیکھ کر حیرت سے

بولی۔

"باقی سب تو ٹھیک ہے آپی مگر یہ بال بڑے زور سے کھینچتی ہے اس معاملے میں تو بالکل ماما پر

گئی ہے۔"

"اچھا ابھی پاکستان پہنچتے ہی ماما کی کمپلین شروع۔۔۔ہیں!!! سفر کیسا رہا میرے بچے کا۔"

سکندر نے آگے بڑھ کر بخت کے چھوٹے بال بگاڑے۔

"اللہ کا شکر ماما بہترین میں تو سو گئی تھی فلائیٹ میں کچھ کھایا نہیں۔۔۔آپی کچھ پکا ہے؟"

"ارے فریش تو ہو جاو ابھی مہمان بھی آئے ہیں وہ تمھارا ہی انتظار کر رہے تھے۔۔۔ کھانا ان

کے ساتھ ہی لگے گا۔۔۔"

"اللہ آپی کون ملنے آگیا۔۔۔"

حداد کو تو وہ بالکل اگنور کر چکی تھی حداد اس کے سائڈ سے گزرتا اس کے کمرے میں سامان رکھنے گیا۔ سکندر نے اس کی چوڑی پشت دیکھی پھر بخت کے ساتھ لاونج میں آیا۔

"بس سرپرائز ہے تم جاو فریش ہو جاو ارہا کو مجھے دو۔۔۔"

"ارے اس کو بیٹھنے دو تمھیں اتنی جلدی کیا ہے مل لیں گے۔۔۔"

"سکندر۔۔"

رمشا نے اسے آنکھیں دکھائیں۔ بختاور نے چونک کر ان دونوں کو دیکھا۔

"جاو بخت جلدی سے تیار ہو کر آو اگر آرام کرنا ہے تو وہ بھی کر سکتی ہو۔۔۔"

بختاور نے ارہا رمشا کو دی۔

"نہیں آپی میرے خیال سے میں فریش ہو کر آجاتی ہوں۔۔۔"

وہ کہتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔ سکندر نے اس سے گھورتے ہوئے ارہا لی جو ماں کی گردن میں اپنا منہ چھپا چکی تھی۔

"ماما کو صرف میں پیار کر سکتا ہوں سمجھاتی کیوں نہیں اپنی بیٹی کو۔۔۔۔"

"سکندر ایک ہی دفعہ آپ کا یہ انداز کیوٹ لگتا ہے بار بار کی اس حرکت سے مجھے آپ پر غصہ آتا ہے۔۔۔"

"میرے پیار پہ کبھی شکر ادا نہ کرنا تم۔"

سکندر نے اپنی آنکھیں گھماتے ہوئے ارہا کو زرا اچھالا۔۔ ارہا ہنسنے کے بجائے رونے لگی۔

"لو اب آپ ہی چُپ کروائیں اسے پتا نہیں سکندر آپ کو کیا ہو جاتا ہے۔۔۔"

"جاوید! ارہا کی بوتل لاو۔۔۔ بس بس بے بی۔۔۔۔ تمھیں بھی اسی وقت رونا تھا۔۔۔"

سکندر نے اس کی پشت پہ ہلکی سے تھپکی دیتے ہوئے پریشانی سے کہا۔

رمشا مسکراہٹ دبا کر باپ بیٹی کو چھوڑ کر اندر چلی گئی۔

تھوڑی دیر میں بختاور ڈرائینگ روم میں داخل ہوئی۔ فریش لیمن لان کی فراک اور وائٹ پجامے میں وہ کھلی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ سب بیٹھے ہوئے تھے اس کو دیکھ کر درینہ اُٹھی اور آگے بڑھ کر اسے اپنے ساتھ لگایا اور اسے زور سے بھینچا۔ حداد جو جمال عظیم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اسے دیکھ کر زرا سا مسکرایا۔

"کیسی ہو چندا۔۔"

اس نے بخت کے گالوں پہ پیار کرتے ہوئے کہا۔ جس پہ بختاور زرا سا مسکراتے ہوئے بولی۔

"میں ٹھیک ہوں آپی آپ کیسی ہیں۔۔۔"

"ہٹو عینہ مجھے اپنی پیاری سی ہونے والی بہو کو دیکھنے دو۔۔۔ کیسے ہو بیٹا۔۔۔"

رمشا کی نانو آگے بڑھتے ہوئے عینہ کو ہٹا کر بخت سے بولنے لگی۔ بخت کی ایک دم مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ ہونے والی بہو؟ انھوں نے اسے الگ کرتے ہوئے اس کی پیشانی چومی۔

"ماشااللہ بہت پیاری بچی ہے عمروں کا فرق ہوا تو کیا ہوا؟ میرے بیٹے کی تو خوشی ہے نا میرا بیٹا بدلہ بھی تمھاری وجہ سے۔۔ دیکھو کیسے انسان بن گیا۔"

سب ہنسے۔ ایک سکندر تھا جو ایک باپ کے روپ میں خاصا پریشان دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے بخت کے تاثرات نوٹ کیے تو اسے کچھ خاص تسلی نہیں ہوئی۔

"اوہو نانو آپ نے تو چھپٹ لیا میری بخت کو چلیں آئے کھانا لگ گیا ہے۔۔۔ آؤ بخت تمھیں تو زیادہ بھوک لگ رہی تھی۔۔۔" رمشا کی آمد پہ بات مزید ہونے سے رُک گئی تھی۔ بختاور کی تو ساری بھوک اُڑ گئی تھی۔

"آپی میں ایک سکینڈ آئی۔۔"

اس نے آہستگی سے کہہ کر ڈرائینگ روم سے باہر نکلی۔ سکندر اس کی کیفیت بھانپ گیا تھا اور اس نے اس سے بات کرنے کا فیصلہ کیا۔

"میں اندر آسکتا ہوں۔"

بختاور جو سوچ میں گم بیڈ پہ بیٹھی تھی ایک دم سکندر کی آواز پہ چونکی۔

"ارے ماما آپ اندر آئے۔۔۔ایسے ناک کیوں کر رہے ہیں۔۔۔"

"اندر نہیں آوں گا میرے ساتھ نیچے چلو وہ سب تم سے ملنے آئے ہیں۔بخت اچھا نہیں لگتا ۔۔۔"بختاور نے سکندر کو دیکھا اور گہرا سانس لے کر بولی۔

"ماما یہ لوگ میرے رشتے کے لئے آئے ہیں کیا؟اور کیا یہ بات آپ کو پتا تھی؟"

سکندر کو اس کی اس بات کی توقع تھی۔گہرا سانس لیتے ہوئے آگے آیا اور اس کے ساتھ بیٹھا ۔

"ہاں اور یہ ایک بار نہیں کئی بار آئے ہیں۔۔۔تمھاری غیر موجودگی میں انھوں نے تمھارا احداد کے لئے ہاتھ مانگا ہے۔۔۔میں انکار کرتا رہا۔۔کیونکہ میں کوئی بھی فیصلہ تمھاری مرضی کے بغیر نہیں کر سکتا تھا۔۔خاص کر تب جب تم مینٹلی سٹیبل نہیں تھی۔اب وہ ایک بار پھر یہ سُن کر آئے کہ تم آج پہنچ رہی ہو تو میں انھیں آنے سے روک تو نہیں سکتا تھا۔آخر کو میرے سسرال والے ہیں بخت۔۔۔رمشا کی فیملی ہے۔۔۔"

"تو آپ کیا کریں گے ماما۔۔۔" بختاور اس کی ساری بات سُنے کے بعد تھوڑی دیر خاموش رہی پھر بولی۔

"تو آپ کیا انھیں ہاں کر دیں گے۔۔۔"

"اتنی جلدی ابھی تو تم آئی ہو اور میں نے کہا نا سارے فیصلے تم پر چھوڑے ہیں تم کیا کہتی ہو ۔۔۔"

"آپ میرے باپ کی جگہ ہیں ماما آپ جو بھی میرے لئے فیصلہ کریں گے وہ مجھے سر آنکھوں قبول ہے۔۔۔"

کچھ سوچنے کے بعد بخت بیحد تحمل سے بولی۔اسے پتا تھا سکندر حداد سے اس کی شادی نہیں کروائے گا اور حداد کی ہونے کی اسے اب تمنا نہیں رہی تھی۔بلکہ کسی چیز کی خواہش نہیں رہی تھی مگر پتا نہیں کیوں دل میں عجیب سی چبھن بختاور کو ہوئی تھی۔

سکندر دھیمے سے مسکراتے ہوئے اس کے سر پہ پیار کرتے ہوئے بولا۔

"خوش رہو!! آؤ کھانا کھاتے ہیں۔۔۔"

پھر کھانا بڑے خشگوار ماحول میں کھایا گیا۔اس کے بعد چائے کا سیشن چلا۔چائے کے دوران ہی حداد کی امی نے سکندر سے بخت کا ہاتھ مانگا۔بختاور جو رمشا کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔

اس کا ہاتھ تھام چکی تھی۔اس کا دل زور سے دھڑکنے لگا تھا۔آج اس کے ماما فیصلہ کریں گے۔حداد اسے ہی دیکھ رہا تھا۔وہ اسے کافی ٹینز دکھائی دے رہی تھی۔سکندر خاموشی سے ان کی بات سُنتا رہا پھر اس نے بخت کو دیکھا۔

"بیٹا ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے تمھارا جب دل کرے اپنی بیٹی ہمیں دے دینا مگر ہم چاہتے کہ میرے بیٹے کو تسلی تو ہو جائے بیچارا ایسی پریشانی میں جلدی بوڑھا ہو جائے گا۔۔۔"سب کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"امی آپ بھی نا۔۔" حداد نے انھیں مضنوعی غصے سے دیکھا۔سکندر زرا سا مسکرایا پھر اس نے رمشا کو دیکھا۔رمشا نے پلکے جھپکاتے ہوئے اسے اشارہ دیا کہ وہ ہاں کر دے۔پہلے بھی اس بارے میں ان کی بہت تفصیلی بات' بحث اور کچھ حد تک لڑائی ہو چکی تھی۔

"سکندر وہ ماموں کو دل سے چاہتی ہے مگر کبھی منہ سے نہیں بولے گی۔۔۔اسے پتا ہے کہ آپ کبھی راضی نہیں ہو گے سمجھ جائے سکندر اس کی چاہ صرف حداد ہے اور اس کی چاہ آپ کے علاوہ اور کوئی پوری نہیں کر سکتا۔۔۔آپ اس کی ماں باپ دونوں بن کر سوچیے گا

۔۔۔حداد ماموں بخت کے لئے بہتر ہیں۔۔لوگوں کی باتوں پہ دھیان مت دیجیے گا اگر پہلے بھی دی ہوتی تو میں اور آپ کبھی ایک نہ ہوتے۔۔۔۔۔"

گلا کنکھار کر اس نے سامنے لگی صوفی کی تصویر دیکھی۔۔۔پھر گہرا سانس لے کر بولا۔

"بخت آپ کی بیٹی ہے نانو مجھے اس رشتے سے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔"

سب کے چہرے سکندر کی اس فیصلے سے کھل اُٹھے۔ جھٹکا صرف بختاور کو لگا تھا اس نے سر اُٹھا کر سکندر کو دیکھا۔ سکندر کو دیکھنے کے بعد اس نے اپنی نظریں جھکا لی۔۔اسے بہت رونا آیا ۔۔۔اس کے ماما اسے کتنا چاہتے تھے۔اس کے خواہش کو بھی بن کہے جان لیتے تھے۔۔یااللہ اس نے کونسی ایسی نیکی کی تھی جو اسے سکندر جیسا باپ ملا۔سب خوشی سے ایک دوسرے سے ملنے لگے۔رمشا نے بختاور کے ماتھے پہ پیار کیا اور اسے اپنے ساتھ لگایا۔سب اسے مل کر اس کے سر پہ دوپٹہ ڈال کر اسے سلامی دینے لگے۔۔سکندر کی آنکھیں یہ منظر دیکھ کر فوراً سے نم ہو گئیں۔اس نے حداد کو دیکھا جس نے اس بنا آواز کے تھینک یو کہا۔وہ بہت خوش دکھائی دے رہا تھا جواب میں سکندر نے سر کو ہولے سے خم دیا تھا۔نانو نے بختاور کو کڑے پہنائے اور اس کے سر پہ پیار کرنے کے بعد اُٹھی جب سکندر سے ملنے کی باری آئی تو بختاور کا وہی ضبط ٹوٹ گیا۔سب کی آنکھیں اس منظر کو دیکھتے ہی نم ہو گئیں۔بختاور سکندر کے سینے پہ سر رکھ کر رونے لگی۔ سکندر نے اس کا سر تھپکتے ہوے اسے پیار کیا۔آج وہ باپ کا فرض ادا کر چکا تھا۔

"بس میرا بچہ خوش رہو۔۔۔"

•••••••••••••••••••••••••

"اچھی لگ رہی ہو تم۔"

بختاور جوار ہا کو پکڑے جھولے پہ بیٹھی اسے پیار کر رہی تھی ایک دم حداد کی آواز پہ ٹھہر گئی۔

اس نے دیکھا وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے اسے اور ارہا کو دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔بختاور نے اس کی بات کو اگنور کیا تھا۔ارہا بختاور کی انگلی پکڑے بار بار منہ میں ڈالنے کی کوشش کر رہی تھی ۔۔بختاور اسے گدگدانے لگی۔ارہا کھلکھلائی ایک ہی دن میں وہ بخت کے ساتھ گھل مل گئی تھی ۔

حداد آگے بڑھ کر اس کے ساتھ جھولے پہ بیٹھا۔اس کی بڑی سی بلٹ کی وجہ سے بختاور اور اس میں کوئی فاصلہ نہیں تھا۔

"لمبے بالوں میں تو تم چڑیل لگتی تھی۔۔۔ چھوٹے بال تمھیں سوٹ کر رہے ہیں۔۔۔اب تم بال نہ بڑھانا۔"

مسکرا کر اسے دیکھتے ہوئے بولا جس کا چہرہ غصے سے سُرخ ہو گیا۔

"میں مہندی لازمی رکھوں گا۔۔۔ تم نے ڈھولکی اور باقی فنکشن رکھنے ہیں تو بتا سکتی ہو۔۔۔ میں تو خوب ڈانس کروں گا تم مجھے جوائن کرو گی۔"

بختاور نے اپنی آنکھیں گھمائیں اور تیزی لہجے میں یہ بات کہنے سے باز نہیں آئی۔

"میں اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔۔ بہتر ہے میرے منہ نہ لگے۔" حداد نے اس کے غصے پر مسکراہٹ دبائی۔

"مانا کہ تم دلہن ہو۔۔ تمھارا کام شرمانا ہے مگر تم بختاور ہو اس لئے پوچھا کہ تم کچھ الگ کرو گی۔۔۔"

"چلو ارہا یہاں ہر کوئی منہ اُٹھا کر دماغ ہی کھانے آئے گا۔۔۔جب کسی نے بات ہی نہیں کرنی تو کیوں اپنا اور دوسرا کا وقت برباد کر رہے ہیں۔"

وہ اُٹھنے لگی کہ حداد نے اس کا بازو پکڑا۔

"تمھارا منگیتر ہوں میں یار۔۔۔ تمھارے ماما کے پاس عزت سے رشتہ لایا ہوں تم یہی چاہتی تھی نا کہ تمھارے ماما کو عزت دوں۔۔۔اور تمھارے ماما نے جب تک ہاں نہیں کی تب تک میں نے کچھ نہیں کہا۔پر اب میں حق رکھتا ہوں بخت۔۔۔۔" بختاور کی آنکھیں نم ہو گئیں جسے اس نے سختی سے روکے اسے سخت نظروں سے دیکھتے ہوے اپنا بازو چھڑوایا۔

"میرے اوپر بیشک حق رکھتے ہو گے آپ مگر دل پہ حق کبھی نہیں رکھ سکے گے۔۔۔میں یہ شادی بھی ماما کے کہنے پر کر رہی ہوں۔اس خوش فہمی میں مت رہیے گا کہ اس میں میری مرضی شامل تھی۔میرے ماما کسی بھی منہ اُٹھا کر کہتے کہ اس سے شادی کر لو تو میں کر لیتی "۔

"بخت!!!!"

حداد غصے سے کھڑا ہوا۔ارہا نے آوازیں نکالیں۔

"آج تو اپنے منہ سے یہ بات نکال دی مگر آئندہ تم یہ بات نہیں کہو گی تم میری ہو صرف میری۔۔۔ تمھارا دل بھی میرا۔۔تم بیشک کہتی رہو مگر اس پہ میرا حق ازل سے ہے۔" بختاور نے ارہا کے سر پہ ہاتھ رکھا اور اسے اپنے ساتھ مزید لگایا۔اس کے چہرے پہ تلخ مسکراہٹ پھیلی۔

"آپ ڈاکٹر شرینہ کے نہیں تھے ؟آپ تو اسے چاہتے تھے۔ان سے شادی کرنا چاہتے تھے ۔۔۔میں تو ایک سٹوپڈ سی بچی تھی آپ کی نظروں میں۔۔۔جو اپنی ڈزنی ورلڈ میں رہا کرتی تھی۔اب کیسے آپ کی ہو گئی۔اوہ یس گلٹ یہ سب آپ گلٹ میں ہی کر رہے ہیں نا۔۔تو میں کہتی ہوں ابھی بھی وقت ہے۔۔۔۔۔۔۔۔"

اس کی بات مکمل نہیں ہوئی کہ حداد گھٹنے کے بل اس کے سامنے جھکا۔وہ ایک دم حیرت سے منہ کھولے زرا سا پیچھے ہوئی۔

حداد نے ہاتھ جوڑ لیے۔

"مانتا ہوں اس وقت میں گدھا' عقل سے پیدل' ملنگ پاگل انسان تھا۔۔۔ جس لڑکی سے میں بے انتہا شدید محبت کرتا تھا آخر اسے ہی سب سے زیادہ تکلیف دی۔۔۔ میں خود کو تمھارے اسے قابل نہیں سمجھتا تھا بخت۔۔۔ میری اور تمھاری عمر کے ساتھ اور بھی بہت سی چیزیں تھی جو ایک کامیاب' خوبصورت رشتے کے بنیاد نہیں بن سکتی تھی۔ میں جو اپنے گھر والوں کو خوشیاں نہ دے سکا۔۔ اپنے آپ سے محبت نہ کر سکا۔۔۔ وہ تمھیں محبت اور خوشیاں کیا دیتا۔ وہ جو تم سب کی اتنی لاڈلی تھی تمھارے کہاں سے لاڈ اُٹھا سکتا۔۔۔۔ تم سے محبت کرنے کے باوجود بھی تمھیں نہیں اپنا سکتا تھا کیونکہ میں تمھاری خوشی چاہتا تھا۔۔۔ میں سیلفش نہیں بن سکتا تھا۔۔۔ مگر جب تم مجھ سے دور ہوئی اس وقت میں نے خود کو ادھورا سمجھا بخت۔۔۔ مجھے احساس ہوا میری خوشیاں' میری دُنیا تو تم ہو۔۔۔ میری زندگی تمھارے ساتھ سے ہی مکمل ہو سکتی ہے بخت۔۔۔ تم میری نہیں ہو گی تو میں ایک بار پھر ویسا ہی ٹوٹا بیکار سا حداد بن جاوں گا۔۔۔ میری نئی زندگی' میری خوشیاں اب تمھارے ہاتھ میں ہے بخت۔۔۔ ہاتھ جوڑ کر تم سے معافی مانگتا ہوں۔۔۔ مر جاوں گا کبھی تمھیں تکلیف نہیں دوں گا۔۔۔ اپنے اس ہرکولیس کو معاف کر دو جس نے ہر لمحہ تمھیں تکلیف دی۔۔۔ مجھے مکمل کر دو بخت اگر تمھارے دل میں میرے لئے ذرا سی محبت باقی تو ہاں کہہ دو۔۔۔"

بخت اور جوہر کولیس کی بات پہ اسے جھٹکے سے دیکھنے لگی تھی۔۔۔ اس کی آخری بات پہ ساکت ہو گئی۔۔۔

"ہرکولیس بنا بھی میری مجبوری تھی بخت۔۔۔ میں رمشا تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔۔۔ میں سکندر کا پتا تمھارے سوا کسی سے نہیں لگا سکتا تھا۔۔۔ مگر جس دن مجھے احساس ہوا مجھے تم سے محبت

ہے اس دن میں نے اس روپ میں آنا چھوڑ دیا۔۔۔اور تم نے حملہ بھی ایسا کیا تھا کہ میں نے دوبارہ ایسا کرنے سے توبہ کر لی۔۔۔"

وہ اس بارے میں پوچھنا چاہتی تھی' چیخ کر اپنا غصہ نکالنا چاہتی تھی مگر وہ کچھ کہہ نہیں سکی حداد نے اس کے دل میں پلتے سارے سوالوں کے جواب ہی دے دیے۔۔ارہا نے حداد کو دیکھ کر اپنے بازو آگے کیا۔۔حداد مسکرایا اس نے بختاور سے ارہا لی۔

"اب بتاؤ مجھے اس شہزادی کا نانا بننا ہے یا پھر بہنوئی۔۔۔یار بہنوئی زیادہ بہتر رہے گا۔۔۔ ابھی بھی میں تھرٹیز میں ہی ہوں۔۔۔مان جاو بخت میرے سفید بال کچھ زیادہ بڑھ رہے ہیں۔"

"بختا چندا چلو شاباش میرے پیارے سے ماموں کو گھٹنے کے بل بھی بٹھا دیا چلو ہاں کہہ دو۔۔۔"

رمشا کی آواز پہ وہ دونوں گردن گھما کر اسے دیکھنے لگے وہ دروازے کے ساتھ لگی مسکرا کر ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"اگر یہ زرا بھی میری بخت کو کچھ کہے گے تو سکندر تو دور کی بات میں ان کا حشر کر دوں گی۔۔۔"

حداد نے رمشا کو گھورا۔

"ہاں تم سب اسی کا ساتھ دینا میرے دشمن بنے رہنا۔۔۔میرا تو کوئی ہے ہی نہیں۔۔۔"

"ماموں بخت آپ کی ہے اگر آپ اس کچھ کہے گے نہیں تم مجھ سے لکھوا لے آگے جا کر وہ سکندر سے آپ کے لیے بھی لڑے گی۔"

"توبہ کرو سفید جھوٹ ہے یہ۔۔۔اب بخت بول بھی دو یہ موٹی ارہا نے میرا گھٹنے کے بل بیٹھانا مزید مشکل کر دیا۔۔۔"

"کس نے میری بیٹی کو موٹی کہا۔۔۔"

بھا کی سخت آواز پہ بخت کے سوا ساروں نے اپنی آنکھیں گھمائیں۔۔۔

"یہ کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔۔۔"

سکندر تحکم بھرے لہجے میں بولا رمشا کے ساتھ کھڑے ہو کر منظر کو ماتھے پہ بل لئے دیکھنا لگا
۔

"آپ چین سے کمرے میں نہیں بیٹھ سکتے تھے۔۔۔میں آپ کے لئے چائے لا رہی تھی نا۔۔
"

سکندر نے اسے گھورا۔

"چائے لا رہی تھی کہ کسی کی مدد کر رہی تھی۔۔۔مجھے لگا ارہا کے ساتھ لگ گئی ہو گی۔۔۔۔"

"سکندر آپ اپنی بیٹی کے دشمن ہیں یا دوست۔۔۔یہ ڈسائیڈ کر لیں۔۔۔۔"

"تم دونوں لڑنا بند کرو میری سیٹنگ کرواو۔۔۔" حداد نے ان دونوں کو تیزی سے ٹوکا۔۔۔

"جب تمھیں ہاں کہہ دی ہے تو کیا تکلیف ہے۔۔۔کیوں میری بچی کے پیچھے پڑ گئے ہو
۔۔۔"

"تم نے ہاں کی ہے سکندر اس نے نہیں۔۔۔جب تک یہ نہیں بولے گی میں یہاں سے نہیں ہلوں گا۔۔۔۔"

بختاور نے سکندر کو دیکھا۔۔ سکندر کے ماتھے پہ بل تھے مگر آنکھیں بڑی نرمی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"سکندر آپ ہی بخت کو کچھ بولیں۔۔۔پتا نہیں اسے کیا ہو گیا ہے۔۔۔زرا بھی رحم میرے ماموں پہ نہیں آرہا۔"

رمشا نے نروٹھے پن سے کہا۔ سکندر آگے بڑھا اس نے حداد سے ارہالی۔۔۔

"چلو موٹو تمھاری آپی اور نانا کو پرائیویسی دیتے ہیں۔۔۔"

"آوے!!!" حداد نے تیزی سے سکندر کو گھورا۔۔رمشا کی ہنسی چھوٹ گئی۔

ارہا کے گال چومتے ہوئے اس نے بخت کو نظروں سے اشارہ کیا۔بخت نے بے بسی سے کبھی اسے تو کبھی رمشا کو دیکھا۔

وہ دونوں چلے گئے تو بخت انگلیاں پھنسائے اسے دیکھنے لگی پھر تھک کر اس نے کہا۔

"اچھا اُٹھ جائیں!!! امیبرس کروانے کا کوئی موقعہ ہی نہیں چھوڑا۔"

"جب تک تم ہاں نہیں کرو گی تب تک میں انچ بھی ہلنے نہیں والا۔۔۔"

"ہاں سُن کر کیا کریں گے جب میرے ماما نے ہاں کہہ دی ہے۔۔۔" وہ اب کی بار چڑ کر بولی۔

"میں نے تمھارے ساتھ شادی کرنی ہے تمھارے ماما سے نہیں۔"

حداد نے سپاٹ لہجے میں اب کی بار کہا۔

"پھر وعدہ کریں مجھے کبھی ڈانٹے گے نہیں۔"

"لو جی جب فضول حرکتیں کرو گی تو پھر تو ڈانٹنا بنتا ہے۔۔۔"

بخت نے اسے آنکھیں دکھائیں حداد نے ہاتھ اُٹھائیں۔

"او کے میڈم اونچی آواز میں بات کر لی تو میرا نام بدل دینا۔۔۔"

"نہیں میں آپ کو چھوڑ کر چلی جاوں گی اور آپ مجھے روکے گے نہیں۔۔۔۔" حداد کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔

"مجھے مار لینا مگر چھوڑنے کی بات نہ کرنا۔۔۔۔" وہ سخت لہجے میں بولا۔۔بخت کے چہرے پہ زرا مسکراہٹ پھیلی۔

"تو اس کا مطلب آپ مجھے کچھ نہیں کہے گے۔۔۔۔"

"ہاں نہیں کہوں گا۔۔۔"

"میں کچھ بھی کہو میرے لئے کریں گے۔۔۔"

"یہ ہاں کرنے سے پہلے ہی شرائط؟"

بخت نے سینے پہ بازو لپیٹے اسے خاموشی سے دیکھا۔

"اچھا تم جو کہو گی وہ میں کروں گا۔۔۔"

"تو پھر اُٹھ جائیں آپ میرے محافظ ہیں میرے غلام نہیں۔ میرا دل گوارا نہیں کرتا آپ میرے سامنے گھٹنے کے بل جھکے۔۔۔۔"

حداد بے اختیار مسکرایا۔

"اتنی عزت ویسے مجھے ہضم نہیں ہو رہی یہ بختاور عالم ہی بول رہی ہیں نا۔۔۔"

"نہیں فیوچر بختاور عظیم بول رہی ہے۔۔۔"

حداد کا چہرہ اس کی بات پہ چمک اُٹھا۔ تیزی سے اُٹھ کر اس کا ہاتھ تھاما۔

"تو تم نے مجھے معاف کر دیا بخت۔۔۔"

"نہیں۔۔۔" اس کے جواب پر حداد کے دل کو کچھ ہوا۔

"بلکہ ساری باتیں بھلا کر آپ کو قبول کرتی ہوں۔۔۔ خبردار آپ نے میرے علاوہ کسی کو بھی اپنا کہا۔۔۔"

حداد نے ہنستے ہوئے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

"تھینک یو بختاور تھینک یو سو مچ یور گریٹ۔۔۔ تمھارے تربیت واقعی سکندر نے کمال کی ہے ۔۔۔ تمھارا جیسا دل کسی کا نہیں ہو سکتا۔۔۔ آئی لو یو۔۔۔۔۔"

"آئی لو یو سے کام نہیں چلے گا مجھے بلیو ڈائیمنڈ کی انگھوٹی چاہیے۔۔۔ آخر سکندر بھاکی بھانجی کے ساتھ شادی کر رہے ہیں کوئی عام لڑکی تھوڑی ہے وہ۔۔۔"

حداد نے اسے الگ کیا اور اسے گھورا۔۔۔

"آگئی نا اپنی اوقات پر۔۔۔۔"

"کیوں میرے اوپر اب کیا پھینکے گے۔۔۔"

"فی الحال کچھ پھینکوں یا نہ پھینکوں تمھاری کُشن سے صحیح دھلائی کروں گا۔"

جھولے پہ پڑا کشن اُٹھا کر وہ بخت کی طرف بڑھا۔

"او نو یہ چیٹنگ ہے۔۔۔مجھے بھی کشن چاہیے۔۔۔"

ویٹ !!!

"مجھے پورا ایک سال تڑپایا اور اب اتنے نخرے کے بعد ڈائیمنڈ رنگ وہ بھی ہیلو ٹھہرو۔۔۔۔"

حداد نے اس کے بازو پہ مارا۔۔۔

"او یو میں بتاتی ہوں آپ کو" اس نے جھک کر تیزی سے کشن اُٹھایا اور ان کی کھکھلاہٹ سے سکندر ولا خوشی سے جھوم اُٹھا۔ سکندر مسکرا کر چھت سے ان دونوں کو نیچے دیکھتے ہوئے اوپر دیکھنے لگا۔

"آج میں نے بخت کا فرض ادا کر دیا صوفی۔۔۔اب میں پر سکون ہوں۔۔۔۔"

اس نے دل میں کہتے ہوئے اپنی بیوی کو دیکھا جو پیار سے ارہا کو گھماتے ہوئے کافی خوش دکھائی دے رہی تھی۔ سکندر کے چہرے کی مسکراہٹ گہری ہو گئی پھر تھوڑی دیر بعد یہ مسکراہٹ کم ہو گئی۔

"یار حد ہو گئی بیٹی کے بعد تو میرے پر کوئی دھیان نہیں۔۔۔میرے ساتھ تو اتنا تم کھکھلائی نہیں۔" وہ رمشا کی طرف بڑھتے ہوئے تیزی سے بولا۔

اُف دُنیا اِدھر کی اُدھر ہو جائے سکندر بھا اپنی ٹرامپلنگ سے باز نہیں آئے گے۔

دی اینڈ۔ □ ❤